میلاد شریف قرآن و سنت اور دیوبندی وہابی علما کی نظر میں

علامہ محمد ساجد نوری

تسخیر پبلی کیشنز
نوری سٹریٹ دیپال پور (اوکاڑا)
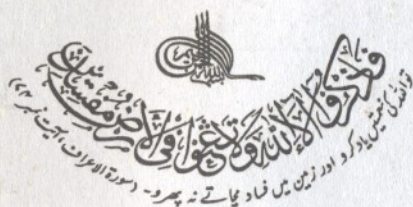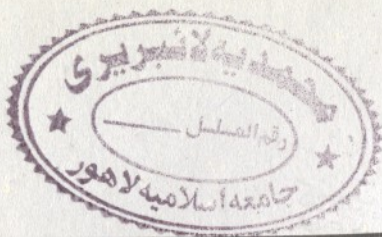
میلاد شریف قرآن و سنت اور دیوبندی وہابی علماء کی نظر میں

علامہ محمد ساجد نوری

ضابطہ

کتاب .... میلاد شریف، قرآن وسنت اور دیوبندی ووہابی علماء کی نظر میں

مصنف .... محمد ساجد نوری

طبع اول ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء

صفحات 64

ناشر ....

ہدیہ ....

تقسیم کار:

فقیہ اعظم پبلی کیشنز بصیر پور شریف (ضلع اوکاڑا)

فرید بک سٹال، اردو بازار، لاہور

ضیاء القرآن، داتا گنج بخش روڈ، لاہور

روحانی پبلشرز گنج بخش روڈ دربار مارکیٹ لاہور

سطرِ انتساب

میرے والد گرامی!

حضرت مولانا قاری محمد عبدالستار نوری حفظہ اللہ تعالیٰ

کے نام

جو فقیہ اعظم پاکستان ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے سندِ حدیث رکھتے ہیں

اور

جن کی تعلیم وتربیت سے احقر چند اڑے ترچھے حروف لکھنے کے قابل ہوا

خادم اسلام

محمد ساجد نوری

فہرست مضامین

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

پچھلے سال ۱۴۲۴ھ کے موسم بہار یعنی ربیع الاول میں نا معلوم مصنف کا لکھا ہوا ایک ''رسالہ'' دیکھا، رسالہ کیا، میٹھے زہر کا پیالہ تھا، جسے پینے والے سادہ لوح مسلمان تھے۔ ٹائٹل پیج پر ''اگر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت ہے تو۔۔۔۔۔؟'' درج تھا۔ موضوع سخن، ''جشن عید میلاد النبی ﷺ'' کو غیر اسلامی، مشرکانہ، بدعتی، عیسائیوں کی نقل اور منافقین مکہ کی سنت قرار دینا تھا۔ غیر معیاری کاغذ، اس سے بھی گئی گزری تحریر اور سب سے بڑھ کر سطحی طرز استدلال تھا۔

اولاً، تو اسے ایک غیر مصدقہ، غیر ثقہ اور دریائے مخالفت میں ہلکی سی ''لہر'' خیال کرتے ہوئے درخور اعتناء نہ سمجھا، مگر راقم کو ایک سے زائد مقامات پر اس کی موجودگی کا علم ہوا، تو جب اس رسالے کا جواب لکھنے کا ارادہ کیا۔ الحمدللہ! کہ آج یہ ارادہ پورا ہو رہا ہے۔

اس تحریر کو دو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اول میں قرآن وسنت، عمل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ''مخالفین ومانعین میلاد پاک'' کے مستند علماء کرام کی آراء سے محافل میلاد کا اثبات کیا گیا ہے۔ باب دوم میں محترم دیو بندی اور وہابی حلقوں کے بنیادی اعتراضات کا ابطال ہے۔ یہ تحریر انتہائی عام قاری کے ذہن کو سامنے رکھتے ہوئے سیدھی اور سادی زبان میں خلوص سے لکھی گئی ہے۔ باوجود اس کے کہ مصنف مذکور نے ہمیں بدعتی، مشرک ومنافق گردانا ہے، اپنے قلم کو مسلکی رنجشوں کی آلائش سے پاک رکھا ہے۔ انسانیت کا وقار ملحوظ رکھتے ہوئے، وہابی اور دیو بندی علماء کرام کے نام بہت احتیاط اور احترام سے لیے گئے ہیں۔ پھر بھی اگر کہیں کوئی اپنی دل آزاری سمجھے تو مطلع کرنے پر بے چون وچرا، ازالہ کر دیا جائے گا۔

اصولی طور پر اس رسالے کا جواب تو نہیں ،اگر آیا تو محض زور بیان ہوگا، تاہم ایسا کرنے سے قبل اگر راقم سے تحریری رابطہ کرلیا جائے تو ممنون ہوں گا، بہ صورت عدم اطمینان، بڑے شوق سے شائع کریں۔اگر مذکورہ رسالے پر مصنف کا نام، پتا ہوتا تو احقر بھی ایسا ہی کرتا۔

فقیر الی اللہ الغنی، نے کتاب کی تیاری میں جن اردو کتب سے کم یا زیادہ استفادہ کیا، ان میں حضرت ابوالفضل مولانا محمد نصر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۳۹۸ھ) کے رسالہ ''میلادِ مصطفیٰ ﷺ''، علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے کتابچہ ''اسلام کی پہلی عید'' اور سید محمد سلطان شاہ کی کتاب ''یوم ولادت مصطفیٰ ﷺ'' شامل ہیں۔ اللہ رب العزت انھیں اور دیگر تمام علماء اسلاف کو جزاء خیر عطا فرمائے جن کی تحریریں راقم کے اس رسالے کی ماٰخذ و بنیاد بنیں۔ حضرت صاحب زادہ محمد محب اللہ صاحب نوری، شیخ الحدیث دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف و جانشین حضرت فقیہ اعظم رحمہ اللہ تعالی کا خاص شکریہ بھی ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ نے حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے کلمات خیر سے نوازا۔ اللہ رب العزت ان کی شفقتوں کا سلسلہ دراز فرمائے۔

اور دعاگو ہوں علامہ محمد نعیم نوری صاحب (پرنسپل الخضر ، ایجوکیشنل سسٹم، لاہور) کے لئے جن کا تعاون جملہ طباعتی امور میں راقم کے ساتھ رہا۔

دعا ہے کہ ہمارا رب عظیم، اس کتاب کو افادۂ عام کا باعث بنائے اور راقم کے لیے باعث نجات۔ آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

محمد ساجد نوری

متعلم ،انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

محلہ اسلام پورہ (غربی)

دیپال پور شہر، ضلع اوکاڑا

باب اول:

اس باب میں ہم دو باتوں پر گفتگو کریں گے۔ پہلی بات یہ کہ ''عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم'' کسے کہتے ہیں اور یہ کیسے منائی جاتی ہے؟۔ دوسری بات یہ کہ کسی مسئلے کی شرعی حیثیت جاننے کے لیے کیا طریقہ کار اور کیا کسوٹی ہے نیز ہمارا زیر بحث موضوع یعنی ''عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم'' اس کسوٹی پر کہاں تک پورا اترتا ہے۔

جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیا ہے؟

اس سے قبل کہ ہم قرآن وحدیث سے اپنے مسئلے کی وضاحت چاہیں، یہ جاننا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر ''محفل میلاد'' اصل میں کیا ہے؟ جب بھی اسلامی سال میں تیسرا مہینا یعنی ربیع الاول کا چاند آسمان دنیا پر طلوع ہوتا ہے اور اطراف واکناف کو اپنی مبارک اور خنک چاندنی سے مسرور ومحظوظ کرتا ہے تو ساتھ ہی یہ پیام بھی لاتا ہے کہ اے نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نام لیواؤ! توحید ورسالت کی گواہی دے کر امت محمدیہ میں شامل ہوجانے والو! اے صدیق وعمر اور عثمان وعلی کے جانشینو! دیکھو تم پہ تمہارے نبی، جان سے پیارے رسول اور تمہاری جانوں سے بھی زیادہ قریب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تشریف آوری کا مہینا تمہاری گناہوں سے لتھڑی ہوئی زندگیوں میں پھر جلوہ فگن ہے۔ ربیع الاول شریف کا مقدس مہینا شروع ہوتے ہی اہل ایمان کے دلوں کی بے چینیاں، فرحتوں اور مسرتوں میں بدلنے لگتی ہیں۔ لوگ باہم مبارک باد دیتے ہیں۔ بارہ ربیع الاول والے دن لوگ، گھر، بازار، دکانیں، سائیکل، موٹر سائیکل گاڑیاں وغیرہ سجاتے اور زبان حال سے اعلان

کرتے ہیں کہ ''اج آمنہ دے چن دی تشریف آوری اے''۔توفیق والے گھر میں چراغاں کرتے ہیں، نئے کپڑے سلواتے ہیں، صدقہ وخیرات، تحفے تحائف کا تبادلہ کرتے اور اس خدائے لم یزل کے حضور ہدیہ تشکر پیش کرتے ہیں جس نے بڑا احسان فرماتے ہوئے کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا امتی ہونے کا شرفِ بے بدل عطا فرمایا۔

بارہ ربیع الاول کو مسلمان اکٹھے ہو کر، محض اللہ رب العزت کی رضا وخوش نودی کی خاطر، جلسہ وجلوس کا اہتمام کرتے ہیں۔اس میں تلاوتِ قرآن پاک نعت خوانی، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور نیازمندی وعقیدت کی تازگی کا ساماں مہیا کرتے ہیں، دعاءِ خیر ہوتی ہے اور یوں عوام الناس اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔مسلمان باعث خیر وبرکت سمجھ کر حاضر ہوتے ہیں۔اس ضمن میں اہم بات یہ ہے کہ کوئی بھی مسلمان بھائی اس سارے پروگرام کو فرض، واجب یا کسی طرح بھی شرعاً ضروری نہیں سمجھتا اور نہ ہی یہ خیال کرتا ہے کہ محفل میلاد یا جلسہ وجلوس میں شرکت نہ کرنے سے کوئی عذاب نازل ہو جائے گا یا مجھ سے کوئی فرض، واجب چھوٹ جائے گا۔بلکہ محض کار خیر سمجھتے ہوئے ہی شریک محفل ہوتا ہے۔قارئین کرام یہی سب کچھ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کہلاتا ہے۔

خلاصہ

ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کا ۱۲ ربیع الاول کے روز اس خیال سے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا آج یوم ولادت ہے، خوشیاں منانا اور آپ کی یاد میں محافل کا انعقاد کرنا، ''عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم'' کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حقیقت جان لینے کے بعد آئیں! اب یہ معلوم کریں کہ شریعت نے وہ کیا طریقہ بتایا ہے کہ جس کے ذریعے کسی مسئلہ کے بارے میں جانا جا سکے یعنی یہ

پتا کرنا مقصود ہو کہ آیا فلاں عمل یا بات کرنا جائز ہے یا ناجائز، حلال ہے یا حرام، فرض ہے یا واجب وغیرہ وغیرہ۔تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ علمائے متقدمین ومتاخرین اور محدثین کرام وفقہائے عظام کے نزدیک، کسی پیش آمدہ مسئلے کو چار چیزوں سے ثابت کیا جائے گا، (۱)......قرآن سے ثبوت، (۲)......حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ثبوت، (۳)......اجماع امت سے ثبوت، (۴)......قیاس سے ثبوت۔ذیل میں ان چاروں مآخذ کی ضروری تفصیل بیان کی جا رہی ہے، انھیں ''ادلۂ اربعہ'' اور ''مآخذ اربعہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

قرآن کریم سے ثبوت

سب سے پہلے قرآن کریم کی روشنی میں مسئلے کا حل نکالا جائے گا۔اور یہ معلوم کیا جائے گا کہ کوئی آیت پاک ہمارے سوال کا جواب عطا کرتی ہے یا نہیں۔محنت شاقہ اور کوشش بسیار کے نتیجہ میں قرآن کریم ہماری رہنمائی کر دے تو ٹھیک ہے۔ہمارا مسئلہ حل ہو گیا اور ہمیں ہمارا جواب مل گیا، اب ہمیں کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں۔حتی کہ یہ بھی واجب نہیں کہ ضرور بالضرور حدیث مبارکہ سے بھی ثابت کریں اور جب تک حدیث میں نہ ملے تو ہم اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ایسا ہرگز نہیں بلکہ معاملہ قرآن کریم ہی سے صاف واضح ہو گیا تو اب حدیث شریف میں یا زمانہ نبوت وصحابہ کرام میں نہ ملنے سے کوئی اثر نہیں پڑے گا۔البتہ قرآن کریم کی اس آیت مبارکہ، جس سے ہمارے مسئلے کا حل نکلا تھا، کے بعد احادیث اور اقوال صحابہ تائید کے لیے تو ڈھونڈے جا سکتے ہیں بطور ثبوت ان کی احتیاجی باقی نہیں رہتی۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ثبوت

دوسرے نمبر پر حدیث پاک کا درجہ آتا ہے۔اس کا مطلب ہے کہ اگر ہمیں ہمارے مسئلے کا جواب قرآن

کریم سے بظاہر نہ ملے اور اللہ تعالی کا کلام ظاہراً خاموش ہو تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پیاری پیاری احادیث مبارکہ کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اپنے مسئلے کے متعلق احادیث طیبہ ڈھونڈی جائیں گی۔ اگر کوئی حدیث مبارکہ ہمارے معمے اور سوال پر روشنی ڈالے تو مسئلہ اس کی رو سے سمجھ لیا جائے گا۔ مگر ممکن ہے کہ ہمیں کوئی ایک حدیث بھی لائق احتجاج واستناد نہ ملے۔

اجماع امت سے ثبوت

اگر ہمیں کوئی حدیث طیبہ نہ ملے تو ہم دیکھیں گے کہ پہلے زمانے کے علماء کی کثیر تعداد کا ہمارے مسئلے کے بارے میں کیا موقف ہے؟، ہم وہی موقف اختیار کر لیں گے۔ کیوں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ''میری امت گم راہی پر جمع نہیں ہو سکتی'' لہذا اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مطابق اگر ہم فقہاءِ امت کے اقوال وآراء اور فتاوی پر عمل کریں تو یقیناً شرعاً درست ہوگا۔

قیاس سے ثبوت

اگر بالفرض اس مسئلے پر اجماع موجود نہ ہو تو قیاس کریں گے۔ واضح رہے کہ قیاس ہر کسی کا منصب نہیں اس کے لیے قرآن وحدیث کا وسیع ترین علم صحیح اور ان شرائط واصول پر پورا اترنا ضروری ہے جو کتب اصول فقہ میں قیاس کے وقت ایک مجتہد کے لیے درج ہیں، جن پر کم علماء ہی پورا اترتے ہیں۔

............☆............

اب ہم اپنے موضوع ''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم'' کو اسی کسوٹی اور پیمانے پر پرکھتے ہیں:

محافل میلاد قرآن کی نظر میں

ہمارا دعویٰ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ولادت کے روز خوش وخرم ہونا اور اس دن

کو بطور خاص خوشیاں منانا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ آیات درج ذیل ہیں، جن کی مدد سے ہمارے مسئلے کی وضاحت ہوتی ہے۔ اس سے پہلے کہ ہم ''میلاد شریف'' کے متعلق قرآن پاک سے راہ نمائی لیں، دو باتیں بہ طور تمہید سمجھ لیں تاکہ گفتگو سمجھنے میں آسانی ہو۔ ایک تو یہ کہ اللہ رب العزت کے احسانوں میں، سب سے بڑا احسان اور کرم حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات گرامی ہیں اور دوسرا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مومنوں پر اللہ کا احسان وفضل ہیں

ہم میں سے ہر ایک کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات گرامی تمام جہانوں کے لیے رحمت، رب العزت کا احسان اور اس کا فضل ہیں۔ بہت سی آیات اور احادیث اس بات کی دلیل میں پیش کی جاسکتی ہیں کہ یہ ساری کائنات اور سلسلہ ہائے کاروبار روزگار صرف اور صرف اسی ذات مقدسہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے صدقے میں ہیں۔ قرآن پاک کی سورت آل عمران، آیت ۱۶۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:-

''لقد من اللہ علی المومنین اذبعث فیھم رسولا''	''تحقیق، اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا، جب ان میں رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا۔''

اس آیت سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا وجود مبارک، مومنوں پر اللہ کریم کا بہت بڑا احسان ہیں اور اس احسان کا بڑی صراحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں

اللہ رب العزت نے اپنے کلام پاک میں فرمایا کہ:-

”وما ارسلناك الا رحمة للعالمین“	”اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے۔“

تو گویا قرآن کریم کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مومنوں پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا احسان اور تمام جہانوں پر رحمت ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ احسان اور رحمت ”۱۲ ربیع الاول“ کے روز اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئی۔

............☆............

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ولادت پر خوشیوں کا قرآن سے ثبوت

پہلی آیت: اللہ کے فضل ورحمت پر خوشیاں مناؤ

سورت یونس، آیت نمبر ۵۸ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:۔

”قل بفضل اللہ وبرحمته فبذلک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون“	”اے حبیب! آپ فرمادیں کہ جب تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت ہو تو خوش ہوا کرو۔ تمہارا خوشیاں منانا اس سے بہتر ہے جو تم اپنے لیے جمع کیے رکھتے ہو۔“

مولا کریم اپنی کلام لاریب میں حکماً ارشاد فرما رہا ہے کہ مومنو! جب اللہ کا فضل اور رحمت ہو تو اس فضل اور رحمت پر خوشی مناؤ۔ قارئین کرام! جب اللہ تعالیٰ خود حکم فرما رہا ہے کہ میری رحمت، فضل اور احسان و اکرام پر خوشیاں مناؤ، تو پھر خدائے واحد کی سب سے بڑی نعمت، سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑے احسان یعنی ذات مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے میلاد پر خوش ہونا اور چمن ایمان پر بہاراں کا آنا کیوں جائز اور درست نہیں؟

اعتراضات تو ان شاء اللہ العزیز اگلے صفحات میں مذکور ہوں گے، ایک بات کا جواب یہیں دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جب ہماری اوپر درج کردہ گفتگو کے بعد کوئی جواب نہیں بن پڑتا تو معصوم مسلمانوں کو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ ”ہاں! ٹھیک ہے، مان لیتے ہیں، چلو ایسے ہی سہی، لیکن جس طرح تم مناتے ہو اس طریقے سے تو ”اللہ صاحب نے نہیں کہا“، جواباً گزارش ہے کہ یہی تو ہم کہتے ہیں اللہ کریم نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت ایسا نہیں فرمایا۔ اگر ہمارا خلاق عظیم اور حکیم مطلق کسی خاص طریقہ کے بارے میں ارشاد فرما دیتا تو ہم اسی طریقے کے پابند تھے تو جب اللہ کریم نے مطلق خوشی منانے کا ارشاد فرمایا اور کوئی طریقہ بھی متعین نہیں فرمایا تو ہم آپ کون ہوتے ہیں اِس طریقے کو جائز اور اُس طریقے کو ناجائز کہنے والے۔ ہمیں تو صرف ”فَلْيَفْرَحُوْا“ یعنی ”خوشی مناؤ“ پر عمل کرنا ہے، وہ چاہے جس طرح بھی ہو۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اس میں شریعت کی خلاف ورزی نہیں ہونی چاہیے جیسے کہ ہم گانے بجانے کا اہتمام کریں، محفل رقص وسرور یا کوئی اور عیاشی کا کام کریں۔

(معاذ اللہ ثم معاذ اللہ من ھذہ الامور الشیطانیہ)

اس آیت کے حوالے سے ہمارے وہابی، دیو بندی بھائیوں کے دو مستند مفسرین کی آراء ملاحظہ فرمائیں:۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (وفات ۱۲۳۹ھ) کی رائے

شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ”تفسیر عزیزی“ میں اس طرح لکھتے ہیں کہ:۔

”فضل ورحمت کے ملنے پر خوش ہونا پسندیدہ عمل اور سراسر مفید ہے۔“

(تفسیر عزیزی از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی)

شبیر احمد عثمانی دیو بندی (وفات ۱۳۶۹ھ) کی رائے

آپ دیو بندیوں اور وہابیوں کے نزدیک بڑے قابل احترام اور مانے ہوئے مستند عالم

دین ہیں۔عثمانی صاحب اپنے ''حاشیۃ القرآن'' میں لکھتے ہیں:۔

''کسی نعمت پر اس حیثیت سے خوش ہونا کہ اللہ کے فضل ورحمت سے ملی ہے، محمود ہے۔''

(تفسیر عثمانی برحاشیۃ القرآن صفحہ ۲۷۸)

شیخ شبیر احمد عثمانی کی اس عبارت کا صاف اور واضح مطلب یہی تو ہے کہ اللہ کا جب بھی فضل اور رحمت ہو تو اس پر فرحت محسوس کرنا اور خوشیوں کا اظہار کرنا اور اس نعمت کا اعلان واظہار کرنا جائز اور شریعت کے نزدیک پسندیدہ امور میں سے ہے۔یہاں لمحے بھر کو رکیے اور سوچیے کہ ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے بڑھ کر بھی اللہ جل شانہ کی کوئی نعمت ہے کہ جس کے صدقے اس نے اپنے نام لیواؤں بلکہ کفار ومشرکین پر عنایات کیں اور انھیں ظاہری دنیوی عذاب سے ''و انت فیھم'' فرما کر محفوظ ومامون رکھا۔تو پھر ہم کیوں، رب کریم کی اس عطا کردہ نعمت وفضل پر بے انتہا خوشی کا اظہار نہ کریں؟

دوسری آیت: پس تم اللہ کی نعمتیں یاد کرو

قرآن پاک جگہ جگہ یہ ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اور اس کے انعام واکرام کو یاد کرو۔من جملہ ایسی آیات کے سورت الاعراف کی آیت نمبر ۶۹ میں فرمان ہے کہ:۔

''فاذکروا الاء اللہ لعلکم تفلحون'' ''پس یاد کرو تم اللہ کی نعمتیں، تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔''

یہ آیت کریمہ بھی بہت واضح ہے اور اس سے پتا چلتا ہے کہ اللہ کریم کو یہ امر کتنا پسند ہے کہ اس کے بندے باہم اللہ کی عنایاتِ بے پایاں اور اکرامات بے محدود کا ذکر کریں۔اس آیت شریفہ سے ثابت ہوا کہ سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ولادت کی خوشی میں یہ جان کر شریک ہونا کہ آپ مالک ومولا اور

مختار رب کی عظیم واعلیٰ نعمت ہیں تو یہ عین اس کی رضامندی ہے نہ کہ کوئی شرک وبدعت۔

وہابی، دیوبندی علماء کے بزرگ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (وفات ۱۲۲۵ھ) کی اس آیت پر رائے

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''تفسیر مظہری'' جلد ۴ صفحہ ۳۳۰ پر لکھتے ہیں:۔

''یعنی نعمت کو یاد کرو، نعمت کی یاد موجب شکر ہوگی اور شکر موجب فلاح۔''

(تفسیر مظہری/جلد ۴، صفحہ ۳۳۰)

مطلب یہ ہے کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو گے تو یہ ان نعمتوں کا ''شکر'' ہوگا اور یہ ''شکر'' کامیابی کا سبب ہوگا۔

تیسری آیت: پروردگار کی نعمت کا خوب تذکرہ کرو

سورت والضحیٰ کی آیت نمبر ۱۱ میں ارشاد ہے:۔

''واما بنعمۃ ربک فحدث'' ''اور اپنے پروردگار کی نعمت کو خوب کھول کر بیان کرو۔''

کیا اس ارشادِ پاک سے بھی کوئی تسلی نہیں ہوتی۔کتنا دوٹوک اور صریح حکم ہے کہ میری نعمتوں کا بیان کرتے رہا کرو۔اگر اس سورت والضحیٰ کا پس منظر اور شان نزول ملاحظہ ہو تو بات مزید واضح ہو جائے گی۔ابتدائی وحی کے بعد لمبی مدت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی تو مشرکین نے اپنی کم بختی کی وجہ سے حسب معمول جان دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر پھبتیاں کسنا شروع کر دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کو اس کے رب نے چھوڑ دیا ہے (معاذ اللہ)۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نہایت غم گین ہو گئے تو وحی آئی ''ما ودعک ربک وما قلیٰ'' ''یعنی محبوب مکرم! نہ تو آپ کے

رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ آپ سے ناراض ہوا۔ اس سورت مبارکہ میں ہے کہ خدا کا آپ پر فضل ہے۔ آپ پر آنے والا لمحہ، گزر جانے والے لمحے سے زیادہ خیر و برکت والا ہے۔ اور پھر یہ نعمت بھی مذکور ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اچھے برے وقتوں میں بھی تنہا نہیں چھوڑا اور یہ کہ عن قریب آپ کا رب اپنی جناب سے اتنی عطائیں کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ یہ تمام نعمتیں ذکر ہونے کے بعد ارشاد ہوا محبوب! لوگوں تک یہ باتیں پہنچائیں اور میری جو نعمتیں آپ پر ہیں، ان کا خوب تذکرہ و چرچا کرتے رہا کریں۔

قارئین کرام! اس مختصر سی وضاحت کے بعد یہ بات کس قدر بے غبار ہوگئی کہ اللہ عزوجل کی نعمتوں، اس کی نوازشوں، اس کی محبتوں کا جتنا ذکر ہو سکے، کرنا چاہیے، دنیا کو بتلائیں کہ لوگو! مجھ نکمے پر یہ اکرام میرے مولا کا ہے اور ان ان کرم نوازیوں سے مجھ کو باریاب فرمایا ہے۔ اس ضمن میں ایک حدیث پاک بھی ہماری رہنمائی فرماتی ہے کہ "اللہ تعالیٰ کو یہ بات بڑی بھلی لگتی ہے کہ وہ تم پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھے" (مسند احمد)۔ تو معلوم ہوا کہ دوسروں کو رب جہاں کی نعمتوں کے بارے میں آگاہ کیا جائے اور جو نعمت دیکھنے سے معلوم ہو، اسے دکھائیں اور جو بتانے سے عیاں ہو، اسے بتا کر ظاہر کریں۔ اس حوالے سے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے مخالف دیوبندی، وہابی احباب کے عالم علامہ شبیر احمد عثمانی (۱۳۶۹ھ) لکھتے ہیں کہ:-

"محسن کے احسانات کا بہ نیت شکر گزاری چرچا کرنا شرعاً محمود ہے"

(تفسیر عثمانی بر حاشیۃ القرآن/صفحہ ۷۷۹)

یہ سب کچھ پڑھ کر ذرا سوچیں کہ کیا محبوب رب العالمین، شفیع المذنبین علیہ صلوات اللہ الطیبین کی نعمت عالیہ ملنے پر کیوں نہ خوشی منائی جائے، بازاروں، گلی کوچوں میں پھر کر، جلوس میں جا

کر اور محافل میلاد کے انعقاد سے، چراغاں کرتے ہوئے زمانے بھر کو کیوں نہ بتایا جائے کہ آج کے دن ایسی نعمت سے دُنیاءِ اسلام نوازی گئی کہ جس کے قدموں میں ساری کائنات کی نعمتیں نچھاور کی جا سکتی ہیں۔

..........☆..........

"میلاد شریف" کا احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ثبوت

قارئین کرام! گزشتہ اوراق میں آپ نے اللہ جل مجدہ کی پاک کتاب قرآن کریم سے اس بات کا ثبوت ملاحظہ فرمایا۔ جو اصول تحقیق ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اس کے مطابق تو صورت حال یہ ہے کہ حدیث طیبہ سے ثبوت ضروری نہیں۔ کیوں کہ اگر قران کریم سے ہماری راہ نمائی نہ ہوتی تو پھر کتب احادیث کی طرف رجوع واجب وضروری ہوتا، مگر آپ نے دیکھا کہ ہم قرآن پاک سے نہایت سہولت کے ساتھ یہ مسئلہ جان چکے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی آمد پر خوشیاں منانا نہ صرف جائز بلکہ رب تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے۔ اب ہم احادیث طیبہ سے اس مسئلے کے بارے میں وضاحت حاصل کرتے ہیں کہ آیا کسی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یا صحابہ کرام نے ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اپنی باتوں میں ذکر کیا ہو یا کسی اور طرح خوشی کا اظہار کیا ہو۔ آئیں! درج ذیل احادیث کا بہ غور مطالعہ کریں تاکہ مسئلے کی تفہیم میں زیادہ پختگی حاصل ہو جائے۔

پیر کے روز نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم روزہ رکھتے

احادیث کی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیر کے دن روزہ رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اس دن کے روزے سے متعلق سوال کیا گیا کہ آپ یہ روزہ

کیوں رکھتے ہیں تو:-

"فقال فیه ولدت وفیه انزل علی"

"(حضور ﷺ نے فرمایا: میں پیر کا روزہ اس لیے رکھتا ہوں کہ) میں اس روز پیدا ہوا اور اس روز مجھ پر وحی کا نزول ہوا۔"

(صحیح مسلم شریف/جلد ا صفحہ ۳۶۸)

اس بات سے ثابت ہوا کہ خود نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اپنی ولادت کے دن کی یاد اور شکر گزاری کے طور پر روزہ رکھا اور اپنی حیات طیبہ میں اپنے یوم میلاد کی یاد تازہ رکھی۔

نوٹ: ممکن ہے کوئی "نکتہ دان" اس حدیث پر یوں کہے کہ چلیں تم صرف روزہ رکھ لیا کرو۔ محفل میلاد و جلسہ جلوس کیوں کرتے ہو۔ جواباً عرض ہے کہ اس حدیث سے فقط نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے یوم ولادت کو بطور یادگار منانے کا ثبوت ہم نے لیا ہے کہ اس دن کو اس طرح منایا جائے کہ کم از کم یہ دن اس نسبت سے یاد رہے کہ اس روز ہمارے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ باقی رہا کہ اس طریقہ کا ثبوت جس طریقے سے ہم مناتے ہیں تو اس کے لیے گزارش ہے کہ شریعت نے ہمیں کسی طریقے کا پابند نہیں کیا تو ہمارے لیے کسی طرح بھی میلاد منانا جائز ٹھہرا۔ اگر شریعت مطہرہ سے میلاد پاک کا جواز کسی خاص طریقے (بہیئت کذائیہ) سے مشروط ہوتا تو یقیناً ہم پر اسی طریقے کو اپنانا لازم ہوتا۔ قرآن وسنت نے جب ہمارے لیے کوئی خاص طریقہ متعین نہیں فرمایا، آج اگر کوئی عالم، فاضل ہستی اپنی مرضی سے کوئی طریقہ متعین کرنے کی کوشش کرے تو یہ دین میں زیادتی ہوگی اور یہی زیادتی دراصل "بدعت" ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا اپنا عقیقہ کرنا

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جب اس دنیا میں تشریف آوری ہوئی تو آپ کے دادا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا عقیقہ کیا (الحاوی للفتاوی از امام جلال الدین السیوطی)۔ مگر اس کے باوجود آپ نے اپنا عقیقہ خود کیا۔ چناں چہ سنن بیہقی/ جلد ۹ کے صفحہ ۳۰۰ پر ہے کہ:-

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اعلان نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا۔"

(سنن بیہقی/جلد ۹، صفحہ ۳۰۰)

وجہ استدلال

ممکن ہے آپ کہیں کہ اس حدیث پاک سے "میلاد شریف" کیسے ثابت کر رہے ہیں تو اس کے جواب میں ہم اپنی طرف سے عرض نہیں کرتے بلکہ آج سے قریباً پانچ سو تیرہ (513) سال قبل کے محدث، مفسر اور فقیہ کہ جن کے علم پر دیو بندی اور وہابی دوستوں کو بڑا اعتماد ہے، اپنی کتابوں میں ان کے بڑے حوالے دیتے ہیں اور ان کی تفسیر "جلالین" اپنے مدارس میں پڑھاتے ہیں، یعنی حضرت امام جلال الدین السیوطی الشافعی علیہ الرحمہ (وفات ۹۱۱ھ) اس روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے، اپنی مشہور و معروف کتاب "الحاوی للفتاوی" جلد ا کے صفحہ ۱۹۶ پر لکھتے ہیں:-

"فیستحب لنا ایضا اظهار الشکر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام ونحو ذلک من وجوه القربات واظهار المسرات۔"

"پس یہ مستحب ہے کہ ہم میلاد کا اجتماع منعقد کر کے، لوگوں کو کھانا کھلانے سے، اسی طرح دیگر قرب کے طریقوں اور خوشیاں منا کر (اللہ تعالیٰ کا) شکر ادا کریں۔"

(الحاوی للفتاوی/جلد ا، صفحہ ۱۹۶)

ان احادیث سے ہمارے زیر بحث موضوع یعنی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے خدوخال نہایت واضح ہوگئے ہیں۔ مزید وضاحت کے لیے آگے پڑھیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کا باہم مل کر ذکر خیر کرنا

ہم پیچھے "میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کیا ہے؟" کے عنوان سے ذکر کر آئے ہیں کہ میلاد شریف میں چند مسلمان مل جل کر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ذکر خیر کرتے ہیں، آپ کی ولادت کے قصوں، سیرت طیبہ کی باتوں، اخلاق کریمہ کے تذکروں اور اقوال واحکامات سے اپنی محافل سجائی جاتی ہیں۔ محفل میلاد سے منع کرنے والے ہمارے دوست، بسا اوقات اس بات کو لے کھڑے ہوتے ہیں کہ "چوں کہ محفل میلاد میں مسلمان "باہم اکٹھے" ہو کر ایسی محافل کرتے ہیں اور ایسا (یعنی مل بیٹھ کر مجلس ومحفل میں ذکر خیر) کرنا دور نبوت سے ثابت نہیں، لہذا اس بنیاد پر ہم محفل میلاد کی مخالفت کرتے ہیں۔" ہم ذیل میں اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیھم اجمعین، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں بھی اور آپ کے وصال فرما جانے کے بعد بھی آپ کا ذکر خیر کیا کرتے۔ حضرت محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی (وفات ۷۴۳ھ) "مشکوۃ المصابیح" کے "باب فضائل سید المرسلین" میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ "ایک بار صحابہ کی ایک جماعت سابقہ امتوں کے انبیاء ورسل عظام کی تعریف وتوصیف کر رہے تھے اور ان کے کمالات عالیہ کا ذکر کر رہے تھے۔ ایک صحابی نے کہا کہ حضرت ابراہیم، خلیل اللہ ہیں، دوسرے نے کہا کہ حضرت موسٰی، کلیم اللہ ہیں، ایک نے کہا کہ حضرت عیسٰی، کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، ایک اور صاحب بولے کہ حضرت آدم کو اللہ تعالٰی نے چن لیا (یعنی آپ صفی اللہ ہیں)۔"

اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم وہاں تشریف لائے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم

سے فرمایا کہ "میں نے تمہاری باتیں سن لیں اور تم تعجب کر رہے تھے۔ ہاں! تم نے سچ کہا کہ ابراہیم، خلیل اللہ ہیں، موسٰی نجی اللہ ہیں، عیسٰی، روح اللہ وکلمۃ اللہ ہیں اور آدم کو اللہ تبارک وتعالٰی نے چن لیا۔"

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے صحابہ کو جو دیگر انبیاء ورسل کے کمالات و فضائل بیان کر رہے تھے، اپنی شان وکمالات اور دیگر انبیاء پر اپنی فضیلت سے آگاہ کرنے کے لیے فرمایا کہ:-

"الا و انا حبیب اللّٰه ولا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامة تحته ادم فمن دونه ولا فخر وانا اول شافع و اول مشفع یوم القیامة ولا فخر و انا اول من یحرك حلق الجنة فیفتح اللّٰه لی فیدخلنیها ومعی فقراء المومنین ولا فخر وانا اکرم الاولین و الاخرین علی اللّٰه ولا فخر"

"مگر (اے میرے صحابہ) خبردار! یاد رکھو کہ میں اللہ کا حبیب ہوں، اور میں اس بات پر فخر نہیں کرتا، قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے آدم اور دوسرے انبیاء ہوں گے اور مجھے فخر نہیں، روز قیامت گناہ گاروں کی سب سے پہلے سفارش کروں گا، سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، میں فخر نہیں کرتا، قیامت کے روز سب سے پہلے جنت کے حلقے ہلاؤں گا، اللہ میرے لیے اسے کھولے گا اور اس میں داخل فرمائے گا، میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے، میں اس پر فخر نہیں کرتا، میں اگلوں اور پچھلوں میں اللہ کے نزدیک معزز ترین ہوں اور میں فخر نہیں کرتا۔"

(مشکوۃ المصابیح، /جلد ۳، صفحہ ۱۲۰)

سبحان اللہ! کس قدر واضح حدیثِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے۔اس روایت سے درج ذیل نکات ثابت ہوتے ہیں:-

☆......اکٹھے بیٹھ کر یعنی محفل کی صورت میں انبیاء کا ذکر کرنا صحابہ کرام کی سنت ہے۔

☆ جب دیگر انبیاء ورسل کی باتیں کرنا جائز اور صحابہ کی سنت ہے تو یقیناً ہمارے اپنے آقا، نبی ومولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے پیارے تذکرے کرنا اور زیادہ پسندیدہ اور مقبول عمل ہے۔بس، یہی کچھ ہی تو ہمارے موضوع بحث "محفل میلاد شریف" میں ہوتا ہے تو پھر "میلاد شریف" کے ناجائز ہونے کی بات کہاں سے نکل آئی۔

☆......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اس بات سے راحت اور خوشی محسوس ہوتی ہے کہ آپ کے امتی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ذکر خیر سے اپنی زبانیں تر رکھیں اور اپنی محفلیں سجاتے رہیں۔کیوں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اپنے صحابہ کا عمل دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یا تو خاموش رہتے یا ان کے اس عمل سے خوش ہوتے یا انھیں اس کام سے منع فرما دیتے ہیں۔مگر ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف آپ خاموش نہیں رہے بلکہ اس عمل کی اچھائی پر اپنی "سند" عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ "تم سچ کہتے ہو۔" اور ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ آپ کا بھی ایسے ہی ذکر ہو تو آپ نے خود اپنے کمالات و فضائل اور ان انبیاء پر اپنی برتری ظاہر فرماتے ہوئے ایک مختصر مگر بلیغ خطبہ ارشاد فرما دیا۔

صحابہ کرام، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد بھی ذکر مبارک کرتے

بعض نا ماننے والے احباب کی یہ عادت ہے کہ جب کوئی عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت کر دیا جائے تو وہ یوں کہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں کہ صحابہ کا فلاں عمل ہمارے لیے حجت نہیں کیوں کہ یہ عمل

وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زندگی میں کرتے تھے اور وصال کے بعد ایسا ثابت نہیں۔مثال کے طور پر "حدیث ضریر" یعنی نابینا صحابی والی حدیث جس میں دوران دعا، انھوں نے حکم نبی سے "اللھم انی اتوجہ الیک بنبیک" کہا تھا اور اسی طرح ہجرت مدینہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد سے قبل اہل مدینہ کا "یا محمد، یا رسول اللہ" کا نعرہ لگانا وغیرہ۔ چناں چہ اسی خیال سے ہم یہاں ایک روایت ذکر کرتے ہیں کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی یہ عادت صالحہ تھی کہ بعد از وصال بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ذکر پاک سے اپنی مجالس مہکایا کرتے۔

امام ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری (وفات ۷۴۳ھ) سیدہ نبیھہ بنت وھب رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ سیدنا کعب، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے پاس آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یوں ذکر کرنے لگے کہ:-

"ما من یوم یطلع الا نزل سبعون الفا من الملئکۃ حتّٰی یحفوا بقبر رسول اللہ ﷺ یضربون باجنحتھم ویصلون علی رسول اللہ ﷺ حتّٰی اذا امسوا عرجوا وھبط مثلھم فصنعوا مثل ذالک حتّٰی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملئکۃ یزفون"

"کوئی دن ایسا نہیں کہ اس کی فجر ظاہر ہو مگر فرشتے اترتے ہیں اور وہ گھیر لیتے ہیں آپ ﷺ کی قبر مبارک کو، اپنے بازو مارتے ہیں اور آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اور شام کے وقت آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور اتنے پھر اترتے ہیں اور وہ بھی دن والوں کی طرح کرتے ہیں۔تو جب آپ ﷺ کی قبر شریف کھلے گی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ کے ساتھ نکلیں گے جو آپ ﷺ کو گھیرے میں لیے ہوں گے۔"

(مشکوٰۃ شریف از "دارمی"/جلد ۳، صفحہ ۱۹۹)

محترم قارئین! ذرا بتائیں کہ اب بھی بات خوب روشن نہیں ہوئی کہ اپنی جلوتوں اور خلوتوں میں محبوب کبریاء صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عظمت و رفعت کے چرچے کرنا سنت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم ہے۔

☆

اجماع علماءِ امت

صاحب! آپ نے پیچھے پڑھا کہ ''شرعی مسئلہ'' جاننے کا ''شرعی طریقہ'' کیا ہے۔ یہاں فقط تازہ ذہن ہونے کے لیے پھر درج کیا جارہا ہے۔

سب سے پہلے قرآن کریم کی روشنی میں مسئلہ کا حل نکالا جائے گا۔ اور یہ معلوم کیا جائے گا کہ کوئی آیت پاک ہمارے سوال کا جواب عطا کرتی ہے یا نہیں۔ قرآن کریم ہماری رہنمائی کر دے تو ٹھیک ہے۔ ہمارا مسئلہ حل ہو گیا۔ کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے نمبر پر حدیث پاک کا درجہ آتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اگر ہمارے مسئلے کا جواب قرآن کریم سے بظاہر نہ ملے اور اللہ تعالیٰ کا کلام ظاہراً خاموش ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پیاری پیاری احادیث مبارکہ کی طرف رجوع کیا جائے گا اور اپنے مسئلے کے متعلق احادیث طیبہ ڈھونڈی جائیں گی۔ اگر کوئی حدیث مبارکہ ہمارے معمے اور سوال پر روشنی ڈالے تو مسئلہ اس کی رو سے سمجھ لیا جائے گا۔ اور اگر کوئی حدیث طیبہ نہ ملے تو دیکھا جائے گا کہ ہم سے پہلے زمانے کے علماء کی کثیر تعداد کا ہمارے مسئلے کے بارے میں کیا موقف ہے، ہم وہی موقف اختیار کر لیں گے۔ اگر بالفرض اس مسئلے پر اجماع موجود نہ ہو تو قیاس کریں گے۔ واضح رہے کہ قیاس ہر کسی کا منصب نہیں اس کے لیے قرآن وحدیث کا وسیع ترین علم صحیح اور ان شرائط واصول پر پورا اترنا ضروری ہے جو اصول فقہ کی کتب میں قیاس کے وقت ایک مجتہد کے لیے درج ہیں۔ جس پر کم علماء ہی پورا اترتے ہیں۔

اجماع امت کیا ہے؟ کے جواب میں ٹھوس علمی و پیچیدہ اصطلاحی معلومات کے ذکر کرنے سے زیادہ مناسب یہی لگتا ہے کہ آپ کو عام فہم زبان میں بتا دیا جائے تو آسانی رہے گی۔ سہولت کے پیش نظر آپ

یوں سمجھ لیں کہ ''کسی دور کے جمیع یا کثیر تعداد میں مجتہد علماء کا، کسی مسئلے پر اتفاق ''اجماع'' کہلاتا ہے۔'' ''اجماع'' کے لیے دیگر شرائط کے علاوہ ایک اہم شرط یہ بھی ہے کہ جس مسئلہ پر اجماع کی ضرورت پڑ رہی ہے، قرآن وسنت میں اس کے متعلق واضح ارشادات نہ ملتے ہوں۔ اس تناظر میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ اصولی طور پر تو ہمیں اس عنوان کے تحت علماء کی آراء کا تذکرہ نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ ہم نے اپنے موقف کی اصل بنیاد ''اجماع'' پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ''قرآن مجید'' پر رکھی ہے مگر علم الیقین کے حصول کی خاطر ہم یہاں چند علماء کی تحریروں سے اپنے مسئلے ''میلاد شریف'' یا ''جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم'' پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اس ضمن میں جو خاص بات ہے اسے بھی ملاحظہ رکھیں کہ ہم اپنے سُنّی علماء (جنھیں وہابی، دیوبندی یار دوست، ناحق لفظِ ''بریلوی'' سے یاد کرتے ہیں۔) کی کتابوں کے حوالے پیش نہیں کریں گے، بلکہ ایسے اہل علم کی تحریریں سامنے لائیں گے جن کی علمیت، زہد وتقویٰ، عقیدہ توحید کی حفاظت پر اہل حدیث اور اہل دیوبند کے علماء کا اعتماد ہے، جن کی زندگیاں ان کے نزدیک عقیدہ توحید کی حفاظت میں گزریں اور جن کی کتب کے حوالے وہ اپنی کتابوں میں بڑے مان سے دیتے ہیں۔ آئیں، ملاحظہ کریں:-

امت کے جلیل القدر محدثین وفقہاء کی ''میلاد النبی ﷺ'' سے متعلق آراء

چھٹی صدی ہجری کے عظیم محدث ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ (وفات ۵۹۷ھ) کی رائے

حضرت محدث ابن جوزی بھی ان شخصیات میں سے ہیں کہ جن کی علمی وحدیثی خدمات کا اعتراف خود وہابی اور دیوبندی علماء کر چکے ہیں۔ آپ کی رائے سے قبل ضروری ہے کہ ان کے بارے میں مخالفین کی رائے پڑھ لی جائے۔ مشہور ''تبلیغی جماعت'' کی بنیادی کتاب ''تبلیغی نصاب'' میں مدرسہ دیوبند کے تعلیم یافتہ اور بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس کے بھتیجے شیخ زکریا دیوبندی لکھتے ہیں:-

''ابن جوزی مشہور محدث ہیں۔ تین سال کی عمر میں باپ نے مفارقت کی۔ یتیمی کی حالت میں پرورش پائی، لیکن محنت کی حالت یہ تھی کہ جمعہ کی نماز کے علاوہ گھر سے دور نہیں جاتے تھے۔ ایک مرتبہ منبر پر کہا کہ میں نے اپنی ان انگلیوں سے دو ہزار جلدیں لکھی ہیں۔ ڈھائی سو سے زیادہ خود ان کی اپنی تصنیفات ہیں۔......... درس کا یہ عالم تھا کہ مجلس میں بعض دفعہ ایک لاکھ سے زیادہ شاگردوں کا اندازہ کیا گیا، امراء، وزراء، سلاطین تک مجلسِ درس میں حاضر ہوتے تھے۔ ابن جوزی خود کہتے ہیں کہ ایک لاکھ آدمی مجھ سے بیعت ہوئے اور بیس ہزار میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں۔......... احادیث لکھنے کے وقت قلموں کے تراشے جمع کرتے رہتے۔ مرتے وقت وصیت کی تھی کہ میرے نہانے کا پانی اسی سے گرم کیا جائے، کہتے ہیں کہ صرف غسل میت کے پانی گرم کرنے ہی کے لیے کافی نہ تھا بلکہ گرم کرنے کے بعد بچ بھی گیا تھا۔''

(تبلیغی نصاب/آٹھواں باب ص ۱۲۴ مکتبہ اشرفیہ، رائے ونڈ، ضلع لاہور)

آپ نے دیکھ لیا کہ کس قدر عظیم محدث ہیں، حضرت ابن جوزی علیہ الرحمہ۔ اور حضرت زکریا دیوبندی کی رائے بھی ان کے بارے میں پڑھ لی۔ اب انہی علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ کے ''میلاد شریف'' کے بارے میں خیالات سنیں۔ آپ اپنی کتاب ''مولد العروس'' کے ص ۹ میں فرماتے ہیں کہ:۔

''وجعل لمن فرح بمولده حجابا من النار وسترا ومن انفق درهما كان المصطفى ﷺ له شافعا و مشفعا''

....

''اور جو نبی کریم ﷺ کے میلاد کی خوشی منائے وہ خوشی دوزخ کی آگ سے پردہ بن جائے گی اور جو شخص میلاد پاک میں ایک درہم بھی خرچ کرے گا، حضرت مصطفیٰ ﷺ اللہ کے حضور، اس کی شفاعت کریں گے اور آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔''

محدث ابن جوزی اسی کتاب میں آگے چل کر کیا فرماتے ہیں، توجہ سے پڑھیے:۔

''اہل حرمین شریفین اور مصر و یمن اور شام اور عرب کے مشرقی و مغربی شہروں کے لوگ نبی ﷺ کے میلاد کی محفلیں کرتے ہیں، ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشیاں مناتے ہیں، غسل کر کے اچھے کپڑے پہنتے ہیں، طرح طرح کی زینت کرتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں، اور نہایت خوشی سے فقراء پر صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کا ذکر سننے کے لیے اہتمام بلیغ کرتے ہیں اور یہ سب کچھ کرنے سے بے پناہ اجر اور عظیم کامیابی ملتی ہے جیسا کہ تجربہ ہو چکا کہ نبی پاک ﷺ کے میلاد شریف منانے کی برکت سے اس سال میں خیر و برکت کی کثرت، سلامتی و عافیت، رزق میں کشادگی، مال و اولاد میں کثرت اور شہروں میں امن اور گھروں میں سکون و قرار پایا جاتا ہے۔''

(مولد العروس از امام عبد الرحمن محدث ابن جوزی)

امام احمد بن محمد بن ابی بکر الخطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۹۱۱ھ) کی رائے

یہ بزرگ تقریباً آج سے پانچ سو سال (500) قبل کے ہیں۔ آپ کی ایک کتاب پوری اسلامی دنیا میں بہت مشہور ہے، جس کا نام ''المواہب اللدنیہ'' ہے۔ علماء دیوبند اپنی کتابوں میں اکثر و بیشتر اس کا حوالہ دیتے ہیں۔ شیخ اشرف علی تھانوی (وفات ۱۳۶۲ھ) نے تو اپنی کتاب ''نشر الطیب'' میں جگہ جگہ اس کی تحریریں لی ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ''سیرت محمدیہ'' کے نام سے ہو چکا ہے۔ آج سے کوئی ستاسی (87) سال پہلے اس کتاب کے ترجمے ''سیرت محمدیہ'' پر دیوبندی بھائیوں کے منجھے ہوئے جید علماء نے تعریفی تقاریظ اور تصدیقی کلمات لکھے جن میں (۱) محمد احمد، مہتمم دار العلوم دیوبند و مفتی عالیہ عدالت ممالک سرکار آصفیہ نظامیہ، (۲) محمد حبیب الرحمن معاون مہتمم دار العلوم دیوبند، (۳) اعزاز علی مدرس مدرسہ دیوبند، (۴) جناب سراج احمد رشیدی مدرس، مدرسہ

دیوبند اور (۵) محمد انور معلم، دارالعلوم دیوبند وغیرھم شامل ہیں۔

اب آپ انہی علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ کی زبانی میلادشریف کے بارے میں سنیے۔ اسی کتاب میں مصنف فرماتے ہیں:-

''اہل اسلام، رسول ﷺ کی ولادت کے مہینے میں ہمیشہ محفلیں کرتے ہیں اور اہتمام کرتے ہیں اور کھانے کھلاتے ہیں اور انواع صدقات، ولادت کی راتوں میں صدقہ کرتے اور اظہار سرور کرتے ہیں اور مبرات (نیکیوں) میں زیادتی کرتے اور آپ (ﷺ) کے مولد کریم (میلادشریف) کے قصہ پڑھنے میں توجہ کرتے ہیں اور ان مسلمانوں پر آپ (ﷺ) کے اس مولد شریف (میلادشریف) کے برکات سے ہر ایک فضل عمیم ظاہر ہوتا ہے۔ آپ (ﷺ) کے مولد شریف کے خواص سے جو چیزیں کہ آزمائی گئی ہیں ان میں سے یہ ہے کہ جس سال مولد شریف پڑھا جاتا ہے تو وہ مولد (میلاد پاک) مسلمانوں کے لیے آفات زمانی سے باعث (امان) ہوتا ہے اور مطلوب اور دلی خواہشوں کے پانے میں وہ مولد شریف (میلادالرسول ﷺ) عاجل (فوری) بشارت ہوتی ہے۔''

(المواہب اللدنیہ مع زرقانی از علامہ قسطلانی)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۰۳۴ھ) کی رائے

مغل بادشاہ اکبر کے دور میں ''شمع توحید'' کی حفاظت کرنے والی ہستی کوئی اور نہیں، شیخ مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ ہی کی ذات گرامی ہے۔ آپ ایسے عالم دین ہیں جن کو وہابی، دیوبندی علماء وہابی اور دیوبندی ثابت کرتے ہیں اور ان کی تعلیمات پر مستقل کتابیں لکھ چکے ہیں۔ ایسی ایک کتاب ''تعلیمات مجددیہ'' بھی ہے، جسے ''ملک حسن علی شرق پوری'' نے تحریر کیا۔ ملک صاحب مسلک کے اعتبار سے پکے وہابی و دیوبندی ہیں۔ اور سیدنا مجدد الف ثانی کی تعلیمات کو عین توحید سمجھتے ہیں۔ ملک

حسن علی اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں:-

''اگر اہل اسلام انصاف سے کام لے کر شیخ مجدد کی تعلیمات کو آویزۂ گوش بنائیں تو مسلمانوں کی بہت سی تلخیاں دور ہو سکتی ہیں اور بہت سے خانہ برانداز جھگڑے نمٹائے جا سکتے ہیں۔''

(مسلک امام ربانی از علامہ محمد سعید احمد)

آگے چل کر آپ علیہ الرحمہ کے عقیدہ توحید پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-

''ان مکتوبات میں مسئلہ توحید وسنت کو نہایت پسندیدہ اسلوب اور بدیع طرز بیان سے سلجھایا گیا ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندی کا نظریۂ توحید عین قرآنی حقائق کا آئینہ دار ہے۔''

(مسلک امام ربانی از علامہ محمد سعید احمد)

اسی کتاب پر اہل حدیث کے منجھے ہوئے پرانے عالم دین مولوی محمد اسماعیل صاحب خطیب جامع مسجد اہل حدیث گوجرانوالہ اور جمعیت اہل حدیث کے سابق مرکزی امیر نے شیخ مجدد الف ثانی سرہندی علیہ الرحمہ کی کتاب ''مکتوبات امام ربانی'' پر اپنے تاثرات یوں رقم کیے ہیں:-

''مکتوبات، علم وحکمت کا اتنا مقدس ذخیرہ ہے، جس کی نظیر متاخرین تصانیف میں نہیں مل سکتی۔''

(مسلک امام ربانی از علامہ محمد سعید احمد)

یہی حضرت، آپ علیہ الرحمہ کی علمی صلاحیتوں اور انفرادیتوں کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:-

''...... یہ اس ''علمی جہاد'' کا اثر تھا جو حضرت مجدد نے فقہی جمود کے خلاف فرمایا۔''

(مسلک امام ربانی از علامہ محمد سعید احمد)

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے نزدیک بھی ''میلادشریف'' کرنا جائز تھا۔ اس کے ساتھ ہی غیر شرعی حرکات سے جو بعض جاہل لوگ ایسے موقعوں پر کیا کرتے ہیں، منع بھی فرمایا۔ آپ علیہ الرحمہ اپنے مکتوبات امام ربانی / دفتر سوم میں تحریر فرماتے ہیں:-

''دیگر در باب مولود خوانی اندراج یافتہ بود در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است''

....

''آپ کے خط میں میلاد خوانی کے متعلق (سوال) درج تھا، (سو اس کا جواب یہ ہے کہ) مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔ حضور اقدس ﷺ کی نعت شریف اور منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے۔''

(مکتوبات امام ربانی/ دفتر سوم، صفحہ ۱۵۷)

نوٹ:-

آپ نے ''مکتوبات شریف'' میں میلاد شریف سے بعض مقامات پر منع بھی فرمایا ہے۔ ممکن ہے کوئی صاحبِ مطالعہ شخص ہمارا دیا گیا حوالہ ''مغالطہ آفرینی'' سے تعبیر کرے۔ ہم واضح کر دیں کہ ایسے مقامات جہاں پر حضرت نے منع فرمایا ہے، وہاں ان خرافات وبدعات سے منع کیا ہے جو شرعاً و اخلاقاً مذموم ہیں اور بعض جاہلوں کی طرف سے میلاد پاک کے موقع پر رائج کر دی جاتی ہیں، جیسا کہ آج کل بزرگان دین کے مبارک عرسوں پر کچھ جاہلانہ و غیر شرعی حرکات دیکھنے میں آ رہی ہیں، جنھیں کسی مسلک کے ساتھ نتھی کرنا زیادتی ہوگا۔ چناں چہ اوپر درج کردہ عبارت کے آگے آپ فرماتے ہیں کہ:-

''ممنوع تحریف وتغیر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ وترديد صوت بآن طریق الحان باتصفیق مناسب آن کہ در شعر نیز غیر مباح ست اگر بر نہجے خوانند کہ

''ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر وتحریف کر دی جائے۔ اور قصیدے پڑھنے میں راگ اور موسیقی کے قواعد کی رعایت و پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔ اگر

تحریفے در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع ست''

....

اس طرح پڑھیں کہ کلمات قرآن میں تبدیلی واقع نہ ہو اور قصیدے پڑھنے میں شرائط موسیقی کا لحاظ نہ ہو اور صحیح مقصد کے تحت پڑھے جائیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔''

(مکتوبات امام ربانی/ دفتر سوم، صفحہ ۱۵۷)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۰۵۲ھ) اور میلاد شریف

حضرت شیخ کی ذات عالیہ بھی تعارف کی محتاج نہیں۔ مسلمانان برصغیر پر آپ کے احسانات ہمیشہ یاد رکھے جائیں گے۔ آپ کی تبلیغی واصلاحی کوششیں اور اکبر کے ''دین الٰہی'' کی سرکوبی آپ کی تابناک حیات کا روشن پہلو ہے۔

شیخ اشرف علی تھانوی دیوبندی (وفات ۱۳۶۲ھ) حضرت شیخ صاحب کو ''بہت بڑا محدث'' مانتے تھے۔ اپنی تصنیف ''شکر النعمہ بذکر رحمۃ الرحمہ'' کے صفحہ ۶۵ پر لکھتے ہیں کہ:-

''...... شیخ عبدالحق رحمہ اللہ بڑے محدث ہیں ...... مگر چوں کہ شیخ (عبدالحق محدث دہلوی) کی نظر حدیث میں بہت وسیع ہے، اس لئے ان کا قول تسلیم ہے۔''

(شکر النعمہ بذکر رحمۃ الرحمہ از اشرف علی تھانوی/ صفحہ ۶۵)

آپ کی مشہور کتابوں میں سے ایک ''اخبار الاخیار'' ہے۔ ایک عرصہ قبل، کراچی سے اس کا اردو ترجمہ شائع ہو چکا ہے۔ اسی ترجمے کا ''پیش لفظ'' دور حاضر کے دیوبندی دوستوں کے پیشوا، مفتی محمد شفیع دیوبندی (وفات ۱۳۹۶ھ) نے لکھا اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے علم وفضل کا اعتراف کیا ہے۔ اب ملاحظہ فرمائیں کہ اسی کتاب ''اخبار الاخیار'' کے صفحہ ۳۲۰ میں شیخ عبدالحق

محدث دہلوی کیا فرماتے ہیں:-

''اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں۔ میرے تمام اعمال فساد نیت کا شکار ہیں۔ البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض آپ ہی کی عنایت سے اس قابل (اور لائق التفات) ہے اور وہ یہ ہے کہ ''مجلس میلاد'' کے موقع پر کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی وانکساری، محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درود وسلام بھیجتا ہوں۔

اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لیے اے ارحم الراحمین! مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعے سے دعا کرے، وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی۔''

(اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، صفحہ ۳۲۰)

ناظرین گرامی! اس تحریر کو بار بار پڑھیے۔ کیا اب بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ محفل میلاد، بدعتی، مشرک اور جاہل لوگوں کی بنائی ہوئی ''محض ایک رسم'' ہے؟ کسی میں اتنی جراءت ہے کہ وہ ان علماء ذی وقار کو بدعتی اور مشرک کہہ سکے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ (وفات ۱۱۷۶ھ) کا عقیدہ

آپ کی ذات بڑی شہرت کی حامل ہے۔ اہل حدیث اور اہل دیوبند کے مشترکہ اور مسلمہ ''توحید پرست'' عالم دین ہیں۔ آپ اپنی کتاب ''فیوض الحرمین'' میں لکھتے ہیں:-

''میں حاضر ہوا اس مجلس میں جو مکہ معظمہ میں مکان مولد شریف میں تھی۔ بارہویں ربیع الاول کو ذکر ولادت شریف اور خوارق عادات (یعنی معجزات) وقت ولادت کا پڑھا جاتا تھا۔ میں نے دیکھا کہ

ایکبارگی کچھ انوار اس مجلس سے بلند ہوئے، میں نے ان انوار میں تامل کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ انوار تھے ملائکہ کے جو ایسی محافل متبرکہ میں حاضر ہوا کرتے ہیں اور بھی انوار تھے رحمت الٰہی کے۔''

(فیوض الحرمین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی + تواریخ حبیب الٰہ/ص ۷)

شاہ عبدالغنی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (وفات) کی رائے

دیوبندی و وہابی بھائیوں کے مستند عالم دین رشید احمد گنگوہی کے استاذ حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی فرماتے ہیں کہ:

''وحق آں است کہ نفس ذکر ولادت آں حضرت ﷺ وسرور فاتحہ نمودن یعنی ایصال ثواب بروح پرفتوح سید الثقلین از کمال سعادت انسان است۔'' یعنی حق تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت پاک کے ذکر کرنے، ولادت کی خوشی منانے اور آپ کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ پڑھنے میں انسان کی بہت بڑی سعادت ہے۔

(شفاء السائل از شاہ عبدالغنی دہلوی)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ (وفات ۱۳۱۷ھ) کا بیان

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (وفات ۱۳۱۷ھ) تمام دیوبند کے روحانی قبلہ ہیں۔ شیخ رشید احمد گنگوہی اور شیخ قاسم نانوتوی کے محبوب مرشد تھے۔ اور دونوں جنون کی حد تک حاجی صاحب کے گرویدہ تھے۔ شیخ قاسم نانوتوی کے بارے میں، مستند دیوبندی عالم، مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب ''الافاضات الیومیہ'' ص ۲/۳۰۵ میں لکھتے ہیں کہ:-

"حضرت مولانا (قاسم نانوتوی) کو حضرت (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مرحوم) کے ساتھ عشق کا درجہ تھا۔"

(معارف نانوتوی بروایت مولانا اشرف علی تھانوی/ص ۳۳)

حسن العزیز جلد ۱/صفحہ ۳۸۲ میں مذکور ہے:-

"مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں اپنی تصنیف کو حضرت حاجی صاحب کو سنا دیتا ہوں، تب مجھے اس کے مضامین پر اطمینان ہوتا ہے کہ ٹھیک ہیں بدوں سنائے اطمینان نہیں ہوتا ....اس لئے جب سنا لیتا ہوں تو اطمینان ہو جاتا ہے۔"

(معارف نانوتوی بروایت مولانا اشرف علی تھانوی/صفحہ ۵۶)

آپ نے دیکھا کہ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی (وفات ۱۳۱۷ھ) دیو بند و اہل حدیث کے نزدیک کتنی معتبر و محترم شخصیت ہیں۔ ذرا "میلاد شریف" کے بارے میں انہی حاجی صاحب کی رائے بھی ملاحظہ فرما لیں۔ اپنی تصنیف "فیصلہ ہفت مسئلہ" میں (مشمولہ کلیات امدادیہ) صفحہ ۶۸ پر فرماتے ہیں کہ:-

"اس میں تو کسی کو کلام ہی نہیں کہ نفس ذکر ولادت شریف حضرت فخر آدم سرور عالم ﷺ موجب خیرات و برکات دنیوی اور اخروی ہے۔"

(کلیات امدادیہ (فیصلہ ہفت مسئلہ)/صفحہ ۶۸)

آگے چل کر اپنا عقیدہ اور عمل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود (میلاد) میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ نجات سمجھ منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اٹھاتا ہوں۔"

(کلیات امدادیہ (فیصلہ ہفت مسئلہ)/صفحہ ۷۰)

کیا اب بھی ہمارے وہابی دیو بندی دوست اس کار خیر کو بدعت و گمراہی اور سُنّیوں کا ایجاد کردہ عمل قرار دیں گے؟ اگر جواب ہاں ہے تو کہنے دیجیے کہ دیو بند کے پیر و مرشد اور قبلہ و کعبہ بھی "سنی بریلوی" تھے۔

نواب صدیق حسن بھوپالی (وفات ۱۳۳۶ھ) وہابی عالم دین کی رائے

قیام پاکستان سے نصف صدی قبل "اہل حدیث" کو برصغیر میں علمی بنیادیں فراہم کرنے والے اس عالم دین نے ۲۲۲ کتابیں تحریر کیں۔ ملاحظہ ہو "تراجم علمائے حدیث ہند" صفحہ ۲۴۴۔ آپ نے "میلاد شریف" پر باقاعدہ ایک کتاب بہ عنوان "الشمامة العنبریة من مولد خیر البریة"، لکھی۔ ہم اس کتاب سے مختصراً دو اقتباس نقل کرتے ہیں تاکہ ہمارے اہل حدیث بھائی جان لیں کہ خود اہل حدیث عالم دین کے نزدیک یہ مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور اس کے کرنے کرانے والے بدعتی و مشرک نہیں۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں:-

"اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکرِ حضرت (ﷺ) نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں اس کا التزام کریں۔" (یعنی روزانہ نہیں کر سکتے تو کم از کم ہر ماہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ذکر میلاد، ذکر وفات اور وعظِ سیرت لازمی کرا لیا کریں۔)

(الشمامة العنبریہ/ص ۵)

آگے چل کر رقم طراز ہیں:-

"پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں"

(الشمامة العنبریہ/ص ۵)

صفحہ ۱۲ پر تو حیرت انگیز طور پر لکھتے ہیں:-

"جس کو حضرت (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور اس نعمت کے حصول پر خدا کا شکر نہ کرے وہ مسلمان نہیں"

(الشمامة العنبریہ/ص ۱۲)

نوٹ: بھوپالی صاحب کے مطابق کتاب میں مضامین ماثورہ (صحیح روایات) ہی درج ہیں۔ (ایضا، صفحہ ۴)

اہل دیو بند کے حکیم الامت شیخ اشرف علی تھانوی (وفات ۱۳۶۲ھ) کی رائے

دار العلوم دیو بند (بھارت) کی تاریخ میں ''شیخ رشید گنگوہی اور شیخ قاسم نانوتوی'' کے بعد سب سے بڑا نام شیخ اشرف علی تھانوی (مرحوم) کا ہے۔آپ کی بات پتھر پر لکیر سمجھی جاتی ہے۔ ذرا ان کی زبانی ''میلاد شریف'' کے بارے میں ارشادات سنیے:۔

''نبی پاک نے خود اپنا میلاد بیان کیا،لیکن کم بیان کیا۔''

(میلاد النبی ص ۱۹)

آپ مزید لکھتے ہیں:۔

''ہم تو کہتے ہیں کہ اس ذکر میلاد کو وظیفہ کے طور پر کرو اور قرآن ہی میں اس کا وظیفہ ہونا جگہ جگہ مذکور ہے،لقد جاء کم رسول من انفسکم اور قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین علی ھذا اور بہت جگہ قرآن شریف میں مذکور ہے۔''

(میلاد النبی ص ۴۷)

حضرت مولانا مفتی عنایت احمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (وفات ۱۲۷۹ھ) کے نزدیک

مفتی عنایت احمد صاحب مرحوم و مغفور، مجاہد جنگ آزادی ۱۸۵۷ء تھے۔آپ کو انگریزی حکومت نے بغاوت کے جرم میں جزیرہ انڈیمان میں قید کیے رکھا۔ان ایام قید بندی کے دوران آپ نے آقا حضور ﷺ کی سیرت طیبہ پر ایک کتاب ''تواریخ حبیب الٰہ'' لکھی۔آپ کی یہ تحریر بڑی مستند مانی جاتی ہے۔حتیٰ کہ وہابیوں اور دیو بندی بھائیوں کے پیشوا ''شیخ اشرف علی تھانوی'' نے اپنی تصنیف ''نشر الطیب'' میں بطور ماخذ اس کتاب کو لیا ہے۔آئیں! اس کتاب یعنی ''تواریخ حبیب الٰہ'' کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

''حرمین شریفین اور اکثر بلاد اسلام میں عادت ہے کہ ماہ ربیع الاول میں محفل میلاد شریف کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مجتمع کر کے ذکر مولود شریف کرتے ہیں اور کثرت درود شریف کی کرتے ہیں اور بطور دعوت کے کھانا یا شیرینی تقسیم کرتے ہیں سو یہ امر موجب برکات عظیمہ ہے اور سبب ہے ازدیاد محبت کا ساتھ جناب رسول اللہ ﷺ کے۔بارہویں ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں یہ محفل متبرک مسجد شریف میں ہوتی ہے اور مکہ معظمہ میں مکان ولادت آنحضرت ﷺ میں''۔

(تواریخ حبیب الٰہ/صفحہ ۷،طبع محمد سعید اینڈ سنز،کراچی)

علامہ عنایت احمد علیہ الرحمہ اسی کتاب کے اسی صفحہ پر کچھ آگے جا کر لکھتے ہیں:۔

''سو مسلمانوں کو چاہیے کہ بمقتضائے محبت آنحضرت ﷺ محفل شریف (منعقد) کیا کریں اور اس میں شریک ہوا کریں مگر شرط یہ ہے کہ بہ نیت خالص کیا کریں،ریا اور نمائش کو دخل نہ دیں......''

(تواریخ حبیب الٰہ/صفحہ ۷،طبع محمد سعید اینڈ سنز،کراچی)

علامہ عبد الحق محدث الٰہ آبادی علیہ الرحمہ (وفات   ) اور میلاد شریف

آپ بڑے چوٹی کے عالم دین تھے۔حتیٰ کہ آپ سنی اور دیو بندی علماء کے درمیان ''شیخ الدلائل'' کے لقب سے مشہور ہیں۔''میلاد شریف'' کے جواز میں آپ نے ایک شان دار کتاب تحریر فرمائی،جس کا نام ''الدر المنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم'' ہے۔یہ کتاب اس حوالے سے نہایت اہم ہے کہ نہ صرف،علماء دیو بند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بلکہ وہابی دوستوں کی علمی دنیا میں مقبول علماء دیو بند کے تعریفی و تصدیقی کلمات اس کتاب کے اوراق میں آب زر سے لکھے ہوئے ہیں۔ہمارے لیے قابل احترام،جن اکابر دیو بندی علماء نے اس کتاب کی تصدیق کی،ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:۔

- ...... محمد رحمت اللہ مہاجر مکی
- ...... سید حمزہ (شاگرد رشید احمد گنگوہی دیوبندی)
- ...... عبداللہ انصاری (داماد قاسم نانوتوی) اور جمیل الرحمٰن خان وغیرہم

حضرت امداد اللہ صاحبؒ نے تو یہاں تک فرمادیا کہ ''مولف علامہ جامع الشریعہ والطریقہ نے جو کچھ رسالہ ''الدرالمنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم'' میں تحریر کیا ہے وہ عین صواب (یعنی سوفی صد درست اور حق) ہے، فقیر کا بھی یہی اعتقاد ہے اور اکثر مشائخ عظام کو اسی طریقہ پر پایا۔''

(الدرالمنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم)

شیخ قاسم نانوتوی اور دیگر بڑے بڑے علماءِ دیوبند کا ''محفل میلاد'' میں شامل ہونا

شیخ الدلائل مولانا عبدالحق محدث الہ آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کی درج بالا کتاب ''الدرالمنظم'' کی جو تقریظ محترم قاسم نانوتوی کے داماد، محترم عبداللہ انصاری نے لکھی اس میں انھوں نے اپنے سسر اور دیوبند کے حجۃ الاسلام محترم قاسم نانوتوی، محترم احمد علی محدث دیوبندی، محترم عنایت احمد دیوبندی، محترم عبدالحی دیوبندی، محترم لطف اللہ دیوبندی، محترم ارشاد حسین دیوبندی، محترم محمد یعقوب مدرس دارالعلوم دیوبند وغیرہم کے بارے میں لکھا کہ وہ محافل میلاد میں شرکت کیا کرتے۔ علاوہ ازیں انہی عبداللہ انصاری صاحب نے مہتمم مدرسہ دیوبند (انڈیا) حاجی سید محمد عابد رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا کہ وہ اپنے گھر میں محفل میلاد کا انعقاد کیا کرتے۔ محترم عبداللہ انصاری نے اپنی اور پیر جی واجد علی صاحب کی شھادت سے لکھا کہ ''حضرت قاسم نانوتوی'' میلاد شریف کی محافل میں شریک ہوا کرتے۔''

(الدرالمنظم فی بیان حکم مولد النبی الاعظم)

گزارش

قارئین کرام! پہلا باب ختم ہوا۔ یہاں تک ہم نے قرآن مجید کی آیات، نبی کریم ﷺ کی احادیث اور تمام مکاتب فکر کے مستند علماء کرام کی آراء سے ''محفل میلاد النبی ﷺ'' کا مختصر طور پر ثبوت پیش کیا۔ امید ہے کہ آپ کے شکوک وشبہات دور ہو چکے ہوں گے۔ آگے بڑھنے سے قبل میں چاہوں گا کہ آپ کے سامنے چند باتیں رکھوں۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ اہل حرمین، مصر، شام، یمن اور مشرق و مغرب کے اسلامی ممالک ماہ ربیع الاول میں محافل میلاد مناتے تھے اور اب بھی یہ سلسلہ قائم ہے:۔

☆...... کیا پچھلی صدیوں کے وہ تمام علماء اور مسلمان قرآن وحدیث سے ناواقف تھے؟،

☆...... کیا اُس دور کے علماء اور اہل اسلام مشرک، بدعتی ومنافق تھے؟،

☆...... کیا اُن قدیم مسلمانوں کو اس بات کی خبر نہیں تھی کہ ہم جو کچھ کررہے ہیں، غلط ہے اور اسلام کے سراسر خلاف ہے؟،

☆...... کیا ایسے تمام کلمہ گو انسانوں کی موت اسلام پر نہیں، بلکہ کفر وشرک اور بدعت پر ہوئی؟،

☆...... کیا محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ)، علامہ قسطلانی (م ۹۱۱ھ)، مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ)، شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) اور آپ کے بیٹے شاہ عبدالغنی علیھم الرحمہ بھی مشرک، قرآن وحدیث سے بے بہرہ اور بدعتی تھے؟،

☆...... کیا یہ تمام علماء بھی عیسائیوں کے ''کرسمس ڈے'' کی نقل کرتے تھے؟،

☆...... کیا اسلام کے شاندار ماضی کے یہ تاریخی بزرگ علماء وصوفیہ کرام بھی منافقین کی طرح، بارہ ربیع الاول کے روز اس لیے خوشیاں مناتے تھے کہ شکر ہے ''حضور ﷺ اس دنیا سے چلے گئے، اب ہمیں روکنے ٹوکنے والا کوئی نہیں؟،

☆......کیا دیو بند کے سرچشمۂ فیض، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، شیخ قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، اہل حدیث کے عالم، نواب صدیق حسن بھوپالی اور شیخ الدلائل عبدالحق محدث الہ آبادی بھی بدعتی، شرک کی تعلیم دینے والے اور قرآن وسنت میں تحریف کرنے والے تھے؟

اگر نہیں، تو پھر بے چارے وہ سادہ دل مسلمان کیوں مشرک اور بدعتی ہیں، جو انھی علماء سلف صالحین کے طریقہ کے مطابق محض رب تعالیٰ کی رضاء کے لیے، عموماً، سال کے کسی بھی روز اور خصوصاً، بارہ ربیع الاول کو محافل میلاد اور جلسے، جلوس کا اہتمام کرتے ہیں؟

..........☆..........

اب آپ دوسرا باب ملاحظہ کریں جس میں ''میلاد شریف'' پر اعتراضات کے جوابات دیے جا رہے ہیں۔ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ ابھی تک آپ کے ذہن میں باقی رہ جانے والے اشکالات بھی رفع ہو جائیں گے، ان شاء اللہ تبارک وتعالیٰ۔

باب دوم

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر اعتراضات

ہر چند کہ ہمیں اس باب کی اصولی طور پر ضرورت نہیں کیوں کہ جو کچھ ہم پیچھے قرآن کریم، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور وہابی و دیو بندی علماءِ کرام کی عبارات سے ذکر کر آئے ہیں، مشہور زمانہ اعتراضات تو انہی میں ضمناً آگئے ہیں۔ پھر بھی ہم ذیل میں چند بنیادی سوالات کا محاسبہ کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔

پہلا اعتراض......جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بدعت ہے؟

دوسرا اعتراض......عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قرآن میں ثبوت نہیں ملتا، پھر آپ کیوں ''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مناتے ہیں۔؟

تیسرا اعتراض......کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنا کبھی میلاد منایا، یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی ایسا کیا؟، کیا آپ صحابہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے محبت کرتے ہیں۔؟

چوتھا اعتراض......اسلام میں دو عیدیں ہیں، اہل سنت وجماعت نے یہ تیسری عید کہاں سے نکال لی ہے؟

پانچواں اعتراض......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ۹ ربیع الاول کو اس دنیا میں تشریف لائے اور ۱۲

ربیع الاول کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اس دن صحابہ کرام بہت غم گین تھے اور اس صدمے سے ان کی حالت غیر ہوگئی تھی اور صرف منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات کی خوشی منائی۔ یہ اہلسنت و جماعت کے لوگ اس بات کی خوشی مناتے ہیں کہ شکر ہے آج کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس دنیا سے چلے گئے۔

☆..........

اب ان اعتراضات کے جوابات پیش کیے جا رہے ہیں۔

پہلا اعتراض:۔جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بدعت ہے؟

جواب:۔محفل میلاد شریف کو ''بدعت سیئہ'' یا ''بدعت ضلالۃ'' کہنا خود بدعت ہے۔ پچھلے صفحات میں ہم قرآن کریم کی آیات سے ''میلاد شریف'' ثابت کر آئے ہیں۔ کیا جو چیز ''قرآن پاک'' سے ثابت ہو جائے وہ بھی بدعت کہلاتی ہے؟

ہمارا کہنا صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ سورۃ اعراف کی آیت نمبر ۷۴ میں فرمایا کہ ''فاذکروا آلاء اللّٰہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین'' یعنی ''پس اللہ رب العزت کی نعمتوں کا تذکرہ کرو اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ'' اسی طرح ایک اور مقام ''سورۃ والضحیٰ'' میں فرمایا کہ ''و اما بنعمۃ ربک فحدث'' یعنی ''اور بہر حال، اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو''۔ تو جب مطلقاً خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالانے اور انعام و اکرام کا چرچا کرنے کا حکم ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی ذات گرامی تو تمام نعمتوں کی جان ہے اور دیگر ساری نعمتیں آپ ہی کی بدولت ملی ہیں تو پھر کیوں ۱۲ ربیع الاول کو اس نعمت عالیہ کی یاد نہ منائی جائے۔ حالاں کہ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: ''لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان

عذابی لشدید'' (سورۃ ابراھیم/آیت ۷) یعنی اگر میری نعمتوں کی شکر گزاری کرو گے تو میں لازماً اور زیادہ عطا کروں گا اور میری نعمتوں کی شکر گزاری نہ کی اور میری نعمتوں کو چھپایا تو جان لو! بے شک میرا عذاب بہت ہی سخت ہے۔ (الآیہ)

☆..........

دوسرا اعتراض:۔عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا قرآن میں ثبوت نہیں ملتا، پھر آپ کیوں ''میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مناتے ہیں؟

جواب:۔ایسا کہنا سراسر زیادتی ہے۔ پچھلے صفحات میں تفصیلاً ہم قرآن پاک سے اپنا موقف واضح کر چکے ہیں۔ ایک نظر درج بالا پہلے اعتراض کا جواب بھی دیکھ لیں، وضاحت ہو جائے گی۔

☆..........

تیسرا اعتراض:۔کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنا کبھی میلاد منایا، یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی ایسا کیا؟ کیا آپ صحابہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے محبت کرتے ہیں؟

جواب:۔ اس کے لیے چند گزارشات ہیں: اولاً ''میلاد شریف'' کے بارے میں ہم نے اپنے دلائل کی بنیاد ''قرآن کریم'' پر رکھی ہے، جس کا درجہ مآخذ اربعہ میں سب سے پہلے ہے۔ اگر بالفرض یہ ثابت نہ بھی ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایسا نہیں کیا، تب بھی اس کے جائز ہونے پر حرف نہیں آئے گا۔

ثانیاً، ہم ایک حدیث مبارکہ آپ کے سامنے رکھ چکے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پیر کا روزہ رکھتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خود اس کی وجہ بیان فرمائی کہ ''یہ میری ولادت کا دن ہے۔'' اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اپنی ولادت کے دن کو آپ نے یاد رکھا اور روزہ رکھ کر اس دن کی

اہمیت ہم پر واضح کی۔ ہاں! ایسا کہنا کہ ہمیں بھی "صرف" روزہ ہی رکھنا چاہیے، صحیح نہیں۔ مقصد صرف اس دن کی یاد کو باقی رکھنا اور خدائے واحد کا شکر ادا کرنا ہے اور طریقہ جو بھی ہو خواہ روزہ رکھ کر یا پر تکلف اور قسم ہا قسم کے کھانوں کی دعوتیں کر کے، خواہ محفل نعت خوانی کر کے اور جلوس وغیرہ نکال کے۔ کیوں کہ شارع علیہ السلام نے کوئی ایک طریقہ مقرر نہیں کیا۔ اگر ایسا ہوتا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے لیے کوئی ایک خاص طریقہ بتلا دیتے تو ہم پر لازم تھا کہ ہم وہی طریقہ اپنائیں۔ جب کہ حقیقت حال ایسی نہیں۔

ثالثاً، شریعت کا ایک مسلمہ قاعدہ ذہن نشین کر لیں کہ شریعت میں بیان کردہ اعمال اور اشیاء کی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن کے بارے میں صاف صاف حکم ہے کہ یہ حلال ہیں، ایک قسم وہ ہے، جن کے بارے میں بتا دیا گیا ہے کہ یہ یہ کام حرام، ناجائز ہیں اور تیسری قسم وہ کہ جن سے متعلق کوئی حکم، صراحۃً یا اشارۃً نہیں دیا گیا یعنی نہ تو کہا گیا ہے کہ یہ عمل یا کام جائز، حلال ہے اور نہ ہی یہ بتایا گیا کہ یہ کام حرام، ناجائز اور گناہ ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شریعت کی نظر میں اس تیسری قسم کا حل کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کام، بات یا عمل کرنا بالکل جائز مباح اور پاک ہوتا ہے۔ یہ ایسا مصدقہ قاعدہ ہے جسے کسی بھی مسلک سے تعلق رکھنے والا جھٹلا نہیں سکتا۔ یہ قاعدہ فقہاء کرام کا خود تراشیدہ نہیں ہے بل کہ قرآن وحدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے اخذ ہے۔ مشکوۃ المصابیح میں ایک روایت درج ہے کہ "وماسکت عنه فهو عفو"، یعنی آپ نے فرمایا کہ جو چیز حلال بتائی گئی وہ حلال ہے، جو حرام بتائی گئی وہ حرام ہے اور جس کے بارے میں کچھ حلال یا حرام نہیں بتایا گیا وہ معاف ہے۔

قرآن کریم وغیرہ سے ثابت ہو چکنے کے بعد اب بھی اگر کوئی بضد ہے کہ نہیں، یہ بتاؤ!

"اللہ کے پیغمبر" نے کبھی اس طرح کیا یا صحابہ کرام نے بالکل اسی طرح کیا جیسے تم کرتے ہو؟ تو جواباً عرض ہے کہ آپ ایک ہی ایسی قابل احتجاج حدیث شریف بتا دیں کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے یا آپ کے کسی صحابی نے یوں فرمایا ہو کہ خبردار! محفل میلاد کبھی نہ منانا، یہ بدعت یا شرکیہ کام ہے۔ اگر کوئی ایک حدیث پاک بھی ایسی پیش کر دی گئی تو ہم یہ کام ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ترک کر دیں گے۔

..........☆..........

چوتھا اعتراض: -اسلام میں دو عیدیں ہیں، اہل سنت وجماعت نے یہ تیسری عید کہاں سے نکال لی ہے۔؟

جواب: - اولاً، بمعنی خوشی، اسلام میں صرف دو عیدیں ہی نہیں بلکہ دو سے زائد ہیں۔ مسلمانوں کے لیے جمعۃ المبارک کا دن اور یوم عرفہ بھی "عید" ہوتا ہے۔ چناں چہ حجۃ الوداع کے موقع پر جب آیت کریمہ "الیوم اکملت لکم دینکم" نازل ہوئی تو ایک یہودی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوتی تو اس روز کو ہم عید بنا لیتے۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ (تم کہتے ہو اس روز کو تم عید کا درجہ دے دیتے،) اس روز ہماری تو دو عیدیں تھیں یعنی ایک تو جمعۃ المبارک تھا اور دوسرا یوم عرفہ۔

(جامع ترمذی/جلد۲، صفحہ۱۳۰)

ثانیاً اس بات کو سمجھنے کے لیے پہلے جاننا ہوگا کہ لفظ "عید" کا مفہوم کیا ہے؟۔ "عید" کا مطلب ہے لوٹ کر آنا، چوں کہ ہر "عید" لوٹ کر سال بعد آتی ہے اسی لیے اس کو عید کہتے ہیں۔ اور آج کل "عید" کا کلمہ استعارے کے طور پر خوشی کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی

خوشگوار لمحے یا دن کو یاد کر کے کہا جاتا ہے کہ ''میرے لیے فلاں دن عید سے کم نہیں تھا۔''

اب رہا، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو ''عید'' کہنا، تو اس کی صرف یہی وجہ ہے کہ باقی عیدوں کی طرح ۱۲ ربیع الاول شریف کا ''دن'' سال بعد لوٹ کر آتا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ''میلاد شریف'' دراصل خوشی کا موقع ہوتا ہے اور ''عید'' کا لفظ، خوشیوں اور مسرتوں کا مظہر، فرحتوں اور شادمانیوں کا استعارہ ہوتا ہے اسی وجہ سے اہل ایمان اس دن کو کبھی کبھار ''عید میلاد النبی ﷺ'' کہہ لیا کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ میلاد پاک کے لیے ''عید'' کا لفظ استعمال کرنے کا کوئی مقصد و مدعا نہیں ہوتا اور باوجود اس کے جشن عید میلاد النبی ﷺ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ کوئی بھی مسلمان اس کا دوسری عیدین کی طرح اعتقاد نہیں رکھتا۔ نہ تو چھوٹی اور بڑی عید کی طرح خاص نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے، نہ ہی خطبہ پڑھا جاتا ہے اور نہ عید الاضحیٰ کی طرح قربانی کے جانور ذبح کیے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہی تو ہے کہ مسلمان اسے صرف اسی لیے ''عید'' کہتے ہیں کہ یہ اظہار خوشی کا دن ہوتا ہے کیوں کہ آج کا روز تو اس ہستی کا یوم ولادت ہے جس کے طفیل یہ دونوں عیدیں ہی نہیں بلکہ زندگی اور زندگی کی ہر نعمت ہمیں نصیب ہوئی۔ اور بمعنی فرحت وخوشگواری، جمعۃ المبارک اور یوم عرفہ کو بھی عید کہا جاتا ہے تو چاہیے کہ یوں کہا جائے ''اسلام میں چار عیدیں ہیں، یہ پانچویں عید (میلاد النبی) کہاں سے اہلسنت نے نکال لی؟

...........☆...........
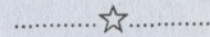
پانچواں اعتراض: -رسول اللہ ﷺ ۹ ربیع الاول کو اس دنیا میں تشریف لائے اور ۱۲ ربیع الاول کے روز رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ اس دن صحابہ کرام بہت غم گین تھے اور اس صدمے سے ان کی حالت غیر ہوگئی تھی اور صرف منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی وفات کی خوشی منائی۔ یہ

اہلسنت و جماعت کے لوگ اس بات کی خوشی مناتے ہیں کہ شکر ہے آج کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اس دنیا سے چلے گئے۔

جواب: - اولاً، بڑا افسوس اور دکھ ہوتا ہے جب ہمارے دیو بندی اور وہابی بھائی حقیقت جانتے ہوئے بھی، ایسا کہتے ہیں۔ مسلکی و مذہبی اختلاف اپنی جگہ، مگر سنجیدگی اور حقیقت پسندی کو کبھی ترک نہیں کیا جانا چاہیے۔ کوئی سُنی، ایسا سوچنے کی بھی جرأت نہیں کر سکتا البتہ...........؟ ۔منافقین کی کارستانیوں میں ایک یہ بھی تھا کہ انھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا نام نامی بڑا گراں لگتا تھا۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ذکر سنتے ہی کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے۔ اب آپ خود دائیں بائیں جائزہ لے لیں کہ منافقین اور کفار کی روش پر کون گامزن ہے۔؟ ویسے بھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وصال کے موقع پر منافقین نے خوشیاں منائیں تب تو اور زیادہ ضروری ہو جاتا ہے کہ ''ولادت مبارک'' کے جشن کو خوب اچھے طریقے سے منایا جائے۔

ثانیاً، یہ بات ثابت نہیں کہ حضور ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہے۔ البتہ بہت بڑی تعداد سیرت نگاروں اور مورخین، جن میں امام غزالی و ابن خلدون ایسے فلسفی و منطقی اور ماہر تقویم، ہیئت دان اور مورخ بھی شامل ہیں، کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول ہی یوم ولادت ہے۔ ایسی ہستیوں کی تعدادیں تو بے شمار ہے، مگر ہم آپ کی تسلی کے لیے ذیل میں چند اہم حوالے درج کر رہے ہیں، تاکہ اندازہ ہو سکے کہ ''۱۲ ربیع الاول'' اسلامی تاریخ میں باقاعدہ سند رکھتا ہے۔ اور اگر بالفرض، بالفرض ۱۲ ربیع الاول کو ہی نبی کریم ﷺ کی وفات بھی ہو تب بھی محفل میلاد کے جواز پر زد نہیں پڑتی کہ اعمال کا دارومدار ''نیتوں'' پر ہے اور یوں بھی غم کس لیے منائیں، کیا ہمیں آپ ﷺ کی رحمت سے حصہ نہیں ملا، یا آپ ﷺ کے جود و کرم اور فیض وعنایت میں کوئی کمی آگئی ہے یا کیا حضور کی رحمۃ للعالمینی صرف

آپ کی ظاہری حیات میں ہی تھی اور وصال کے بعد گویا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے ''رحمۃ للعالمین'' کا لقب چھین لیا؟ نہیں ہرگز نہیں، آپ اب بھی ویسے ہی رحمۃ للعالمین ہیں جیسے پہلے تھے بلکہ ''وللاٰخرۃ خیر لک من الاولی'' کے مطابق آپ کی ہر صفت میں لحظہ بہ لحظہ ترقی ہوتی جارہی ہے۔

اب ہم ذیل میں چند ایسے علماء کے حوالے دے رہے ہیں، جو ہمارے لیے نہایت ''محترم'' وہابی، دیوبندی دنیا کے مانے ہوئے ہیں۔

۱.....حضرت محمد ابن اسحاق علیہ الرحمہ (وفات ۱۵۰ھ) کے مطابق

آپ پوری دنیا میں سب سے پہلے سیرت نگار ہیں۔ آپ امام زہری کے شاگرد اور تابعی تھے۔ آپ کے شاگرد حضرت ابن ہشامؒ کا شمار دنیا کے اولین سیرت نگاروں میں ہوتا ہے۔ اور آپ کی کتاب ''سیرت ابن ہشام'' آج بھی علمی دنیا میں پہلے کی طرح معتبر اور مستند سمجھی جاتی ہے۔ اسی کتاب میں سیدنا ابن اسحاق کی روایت سے لکھتے ہیں:-

''رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پیر کو ''ربیع الاول کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد سنہ فیل میں ہوئی۔''

(سیرت ابن ہشام/ص ۱۸۲ مطبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

۲.....ابن ہشام علیہ الرحمہ (وفات ۲۱۳ھ) کی تحقیق

ابن ہشام، کا موقف وہی ہے جو ان کے استاذ ابن اسحاق کا اوپر درج ہوا، یعنی بارہ ربیع الاول ہی نبی کریم ﷺ کی تاریخ ولادت ہے۔

(سیرت ابن ہشام/ص ۱۸۲ مطبع شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

۳.....امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ (وفات ۵۰۵ھ) کا فیصلہ

امام غزالی کا علم وفن کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ یونانی فلسفے اور فلسفیوں کی کمزوریوں کی نشان

دہی کرنے والے اسلامی مفکر نے حضور ﷺ کی تاریخ ولادت کے بارے میں یوں ارقام فرمایا:-

''۵۷۰ء میں بارہ ربیع الاول اور ۵۳ قبل ہجرت (حضور کا تولد ہوا)۔''

(فقہ السیرۃ/ص ۶۰)

۴.....ابن کثیرؒ (وفات ۷۷۴ھ) کے مطابق

حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل ابن کثیر (وفات ۷۷۴ھ) اہل حدیث اور دیوبندی مکتبۂ فکر کے نزدیک یکساں، سند کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کی ''تفسیر ابن کثیر'' کے مطالعے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ حافظ ابن کثیر اپنی کتاب ''السیرۃ النبویۃ'' میں ابن ابی شیبہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:-

''ولد رسول اللہ ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھر ربیع الاول وھذا ھو المشھور عند الجمھور''

''نبی کریم ﷺ عام الفیل، ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کے روز دنیا میں تشریف لائے۔ اور یہی تاریخ جمہور کے نزدیک مشہور ہے۔''

(السیرۃ النبویۃ/حصہ اول صفحہ ۱۹۹، بیروت)

۵.....ابن خلدون رحمہ اللہ تعالیٰ (وفات ۸۰۸ھ) کے مطابق

عمرانیات کے عظیم مسلم ماہر، یورپ کی دنیا کے مانے ہوئے مؤرخ اور فلسفہ تاریخ کے بانی، علامہ ابن خلدون (وفات ۸۰۸ھ اپنی کتاب ''تاریخ ابن خلدون'' میں لکھتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاول ۵۷۰ء کو ہوئی۔

(سیرت الانبیاء، مترجم مفتی انتظام اللہ شہابی)

۶.....سرسید احمد خان کی تحقیق

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بانی، سرسید احمد خان مرحوم کے نزدیک بھی تاریخ ولادت

۱۲ ربیع الاول ہے۔ چناں چہ آپ ''سیرت محمدیؐ'' میں اس طرح لکھتے ہیں:-

''جمہور مورخین کی رائے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ بارھویں ربیع الاول کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔''

(سیرت محمدیؐ، مصنف سر سید احمد خان/صفحہ ۲۱۷، مقبول اکیڈمی، لاہور)

۷...... نواب صدیق حسن خان بھوپالی (وفات ۱۳۳۶ھ) کا موقف

نواب صاحب مرحوم کا حوالہ پہلے بھی آچکا ہے۔ مسلکاً وہابی تھے۔ قرآن کی تفسیر بھی لکھی۔ اہل حدیث کا مختار، آٹھویں لکھا مگر ساتھ ہی اپنے خاص طرز انشاء میں فرماتے ہیں:-

'' ولادت شریف مکۂ مکرمہ میں، وقت طلوع فجر کے، روز دوشنبہ شب، دوازدہم (بارہویں) ربیع الاول عام فیل کو ہوئی۔ جمہور علما کا قول یہی ہے، ابن جوزی نے اس پر اتفاق (یعنی اجماع) نقل کیا ہے۔''

(الشمامۃ العنبریۃ من مولد خیر البریۃ/صفحہ ۷)

۸...... شیخ اشرف علی تھانوی (وفات ۱۳۶۲ھ) کے مطابق

شیخ اشرف علی تھانوی اپنے دور میں مدرسہ دیو بند (انڈیا) کے شیخ الحدیث تھے۔ آپ نے اپنی تصنیف ''نشر الطیب'' میں ''بارہویں تاریخ'' کا بھی ذکر کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:-

''سب کا اتفاق ہے کہ دوشنبہ تھا اور تاریخ میں اختلاف ہے، آٹھویں یا ''بارہویں''۔ ماہ پر سب کا اتفاق ہے کہ ربیع الاول تھا۔''

(نشر الطیب/صفحہ ۳۶ طبع ایچ ایم سعید، کراچی)

۹...... شبلی نعمانی کے شاگرد سید سلیمان ندوی (وفات) کا موقف

آپ کا نام بھی اہل پاکستان کے وہابی اور دیو بندی بھائی بڑی عقیدت سے لیتے ہیں۔ آپ

علامہ شبلی کے شاگرد تھے اور ان کی وفات کے بعد ان کی کتاب ''سیرت النبی'' کو مکمل کیا۔ شبلی مرحوم نے اپنی سیرت میں ۹ ربیع الاول کا موقف اختیار کیا، مگر سید سلیمان ندوی ''رحمت عالم'' میں اپنے استاذ سے اختلاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

''پیدائش ۱۲ تاریخ، ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو اکہتر (۵۷۱ء) برس بعد ہوئی۔''

(رحمت عالم از سید سلیمان ندوی)

۱۰...... ابن عبد الوہاب نجدی کے صاحبزادے کا بیان

مسلک اہل حدیث (وہابی) کے بانی، شیخ ابن عبد الوہاب نجدی (وفات ۱۲۰۶ھ) کے بیٹے شیخ عبد اللہ نے ''مختصر سیرۃ رسول'' میں ''۱۲ ربیع الاول'' والا قول بھی درج کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:-

"وولد علیه السلام یوم الاثنین لثمان خلون من ربیع الاول، اختاره وقیل لعشر منه، وقیل لاثنتی عشرة خلت منه"

''اور حضور ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے، ربیع الاول کی آٹھ تاریخ، میرے نزدیک مختار یہی ہے، ایک قول دس تاریخ کا ہے، اور ایک قول کے مطابق آپ ﷺ بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔''

(مختصر سیرۃ الرسول/صفحہ ۸، مکتبۃ سلفیۃ، لاہور)

۱۱...... حکیم صادق سیالکوٹی (وہابی) کی رائے

شیخ صادق سیالکوٹی بھی فریق مخالف کے نزدیک مسلمہ عالم تھے۔ ''سید الکونین'' میں انھوں نے لکھا کہ:-

''۱۲ ربیع الاول (۲۲ اپریل ۵۷۱ء) سوموار کے روز ولادت ہوئی۔''

(سید الکونین/صفحہ ۵۵، نعمانی کتب خانہ، لاہور)

۱۲......عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے استاد، علامہ عالم آسیؒ (وفات ۱۹۴۴ء) کے نزدیک

علامہ حکیم محمد عالم آسی رحمہ اللہ تعالیٰ، سید عطاء اللہ شاہ بخاری (جو مجلس احرار کے بنیادی رہنما تھے، تحریک پاکستان میں آپ کا مزاحمتی کردار ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔) کے استاذ تھے۔ ایم اے کالج امرتسر میں عربی پروفیسر تھے۔ ۱۹۳۲ء کے ہفت روزہ ''الفقیہ، امرتسر'' میں اپنے مضمون ''مجالس میلاد نبوی ﷺ'' میں لکھتے ہیں:-

''زیادہ تر مشہور اور صحیح قول یہی ہے کہ حضور علیہ السلام ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور حضرت ابن عباسؓ کی روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔''

(مجالس میلاد نبویؐ)/ ہفت روزہ الفقیہ، امرتسر، میلاد نمبر ۱۹۳۲)

۱۳......شیخ مصطفیٰ غلایینیؒ (وفات ۱۹۴۴ء) اور تاریخ ولادت پاک

یہ حضرت بیروت کے کلیہ اسلامیہ کے پروفیسر تھے۔ آپ نے ایک کتاب تحریر فرمائی، جس کا نام ''لباب الخیار فی سیرۃ المختار'' ہے۔ پاکستان میں اس کا اردو ترجمہ بھی چھپا، جس پر جماعت اسلامی کے بانی، ابوالاعلیٰ مودودی نے ''پیش لفظ'' لکھا۔ اس کتاب میں شیخ مصطفیٰ غلایینی مرحوم، سرکار دو عالم ﷺ کی تاریخ ولادت یوں درج کرتے ہیں:-

''ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کو عالم مادی، آپ ﷺ کے وجود مسعود سے مشرف ہوا۔''

(سیرت المختار/صفحہ ۲۷/مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور)

۱۴......مولوی عبدالرحمٰن شوق امرتسری کے مطابق

آپ کی ''تاریخ اسلام'' بہت مشہور کتاب ہے۔ قیام پاکستان سے قبل ۱۹۳۳ء میں پہلا ایڈیشن شائع ہوا، اور سنہ ۱۹۶۷ء تک اس کے چوبیس ایڈیشن چھپ چکے تھے۔ اس کتاب میں نبی

کریم ﷺ کی ولادت کی تاریخ اس طرح درج ہے:-

''سنہ ہجری کے باون سال قبل ۱۲- ربیع الاول پیر کے دن ہادیٔ اسلام حضور پرنور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پسر عبداللہ حضرت آمنہ کے بطن مقدس سے پیدا ہوئے۔''

(تاریخ اسلام از عبدالرحمٰن شوق/صفحہ ۴۴/ملک دین محمد اینڈ سنز، لاہور)

آگے بڑھنے سے قبل ذرا اک نظر اس کتاب کے بارے میں آراء دیکھ لیجیے کہ بعض طبائع ایسی باتیں زیادہ قبول کرتی ہیں جو بہ نظر دنیا مقبول ہو چکی ہوں۔ پہلے ایڈیشن کے موقع پر اخبارات میں مختلف تبصرے ہوئے۔ ''اخبار زمیندار'' ۱۳/اگست ۱۹۳۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ:-

''اسلامی لٹریچر میں آپ (مولف عبدالرحمٰن شوق) مہارت تامہ رکھتے ہیں...... غیر مصدقہ روایات اور افسانوں سے بالکل قطع نظر کر کے ان واقعات پر روشنی ڈالی گئی ہے جو ''مستند کتابوں'' کے اقتباسات ہیں۔.......... ہم اسلامیانِ ہند سے پرزور سفارش کرتے ہیں کہ فراموش کردہ اسلامی داستان کے اعادے کے لئے اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔''

اسی طرح روزنامہ ''آزاد'' لاہور کی ستمبر ۱۹۳۳ء کی اشاعت میں ہے:-

''.......... پنجاب کے مشہور انشاء پرداز مولوی عبدالرحمٰن شوق امرتسری نے بڑی محنت سے ایک شاندار اور تقریباً ایک ہزار صفحے کی تاریخ اسلام مرتب کی ہے۔.......... کتاب کے سرسری مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی ''صحت اور چھان بین'' پر بہت توجہ کی گئی ہے۔''

روزنامہ ''انقلاب'' لاہور، جولائی ۱۹۳۳ء کا تبصرہ یوں ہے:-

''جہاں تک آپ سے ہوسکا ہے واقعات کو نہایت محنت اور شوق سے فراہم کر کے مرتب کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ غلط العام روایات اور افسانوں سے احتراز کر کے صرف ''مستند واقعات'' درج کئے جائیں۔''

(تاریخ اسلام، صفحہ ۴، ۵/ملک دین محمد اینڈ سنز)

۱۵......مفتی شفیع دیوبندی (وفات ۱۳۹۶ھ) کا فیصلہ

آپ اہل دیوبند کے ہاں بڑے معتبر مانے جاتے ہیں۔ آپ کی کتاب ''سیرت خاتم الانبیاء''، اس حوالے سے کافی اہم ہے کہ شیخ اشرف علی تھانوی دیوبندی اور شیخ حسین احمد مدنی کی مصدقہ وپسندیدہ ہے۔ شیخ حسین احمد مدنی اس تصنیف کو اعزاز بخشتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''میں آپ کے رسالہ (سیرت خاتم الانبیاء) کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پاکر نصاب میں داخل کر چکا ہوں۔''

اس کتاب میں مفتی شفیع دیوبندی آف کراچی رقم طراز ہیں:۔

''اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کے تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں، دوسری، آٹھویں، دسویں، بارہویں .... مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن الجزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا۔ اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔''

(سیرت خاتم الانبیاء/صفحہ ۱۸ (حاشیہ)

۱۶......ابوالاعلیٰ مودودی (وفات ۱۳۹۹ھ) کے مطابق

جماعت اسلامی کے بانی محترم ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ بہت سی کتابوں کا مصنف ہونے کے علاوہ آپ نے ایک ''تفسیر'' بھی لکھی جس کا نام ''تفہیم القرآن'' ہے۔ جدید طبقے کا ایک گروہ آپ کی تحریروں کو بڑا مستند سمجھتا ہے۔ آپ نبی کریم ﷺ کی تاریخ ولادت کے بارے میں ''سیرت سرور عالم'' میں اپنا موقف یوں بیان کرتے ہیں کہ ''ربیع الاول کی کون سی تاریخ تھی، اس میں اختلاف ہے۔ لیکن ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کا قول نقل کیا ہے کہ آپ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے۔ اس کی تصریح محمد بن اسحاق نے کی ہے اور

جمہور اہل علم میں یہی تاریخ مشہور ہے۔''

(سیرت سرور عالم/صفحہ ۹۳)

۱۷......شیخ ابوزہرہ مصریؒ (پروفیسر شریعت اسلامیہ لاء کالج جامعۃ القاہرہ) کے نزدیک

شیخ محمد ابوزہرہ، مصر کے معروف اور پاکستان کے عربی دان طبقہ میں مشہور شخصیت ہیں۔ آپ کے بارے میں ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے بلکہ ہمارے وہابی بھائیوں کی علمی شخصیت اور کئی کتابوں کے مترجم ''پروفیسر غلام احمد حریری'' (سابق صدر شعبہ اسلامیات، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد) کی زبانی ''شیخ ابوزہرہ'' کے علم وفضل کے بارے میں سنیئے:۔

''پروفیسر موصوف مصر کے یگانۂ روزگار فقیہ ہیں اور فقہ دانی میں بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں...... آپ نہ صرف ایک بلند پایہ فقیہ زبردست عالم دین اور ایک عدیم النظیر خطیب ہیں بلکہ اپنے اندر حرارت ایمانی اور بے پناہ دینی غیرت وحمیت بھی رکھتے ہیں...... ''المذاہب الاسلامیہ'' کے مطالعہ سے شیخ ابوزہرہ کے علم وفضل کا ایک نیا گوشہ سامنے آتا ہے۔ اور یہ حقیقت واشگاف ہوتی ہے کہ آپ ایک عظیم فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ ملل وادیان کے بھی یکتائے روزگار عالم ہیں۔''

(المذاہب الاسلامیہ مترجم غلام احمد حریری/صفحہ ۳،۷)

''شیخ ابوزہرہ'' کی علمی ثقاہت جان لینے کے بعد اب ان کا حضور ﷺ کی تاریخ ولادت کے بارے میں موقف ملاحظہ فرمائیں:۔

''والجمهرة المعظمى من علماء الرواية على ان مولده عليه الصلوه والسلام فى ربيع الاول من عام الفيل فى ليلة الثانى عشر منه''

''اور جمہور علماء محدثین کا یہ موقف ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت ہاتھی والے سال میں ۱۲ ربیع الاول کی شب میں ہوئی۔''

(خاتم النبیین/جلد ۱، صفحہ ۱۱۵)

۱۸......علامہ ابوالحسن ندوی مرحوم کی تحقیق

ندوی صاحب ہندوستان کے بہت بڑے عالم دین تھے۔چند سال قبل آپ کا انتقال ہوگیا ہے۔عربی زبان وادب پر گہری نظر تھی۔دیوبندی اور وہابی احباب آپ کی علمیت کو بہ جان ودل تسلیم کرتے ہیں۔اپنی تصنیف ''قصص النبیین'' (عربی) میں آپ فرماتے ہیں:۔

''وولد رسول الله، يوم الاثنين اليوم الثاني عشر من شهر ربيع الاول عام الفيل''

''اور رسول اللہ ﷺ عام الفیل ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے۔''

(قصص النبیین / پانچواں حصہ، صفحہ ۲۷)

۱۹......علامہ محمد ولی رازی (دیوبندی) اور تاریخ ولادت مصطفیٰ ﷺ

علامہ محمد ولی رازی دور موجود کے سیرت نگار ہیں اور ایک منفرد وجہ شہرت رکھتے ہیں۔آپ نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ پر ایک غیر منقوط (بغیر نقطوں کے) کتاب تحریر فرمائی اور حکومت کی طرف سے اول قرار پائی۔آپ اس تصنیف میں حضور ﷺ کی تاریخ ولادت یوں لکھتے ہیں:۔

''سال مولود کے ماہ سوم کی دس اور دو (۱۲ ربیع الاول) ہے۔''

(ہادیٔ عالم ﷺ/صفحہ ۴۳)

۲۰......محترم علامہ اسحاق بھٹی (اہل حدیث) کے نزدیک

علامہ اسحاق بھٹی صاحب، اہل حدیث وہابی مسلک کی جہاں دیدہ شخصیت ہیں۔اور وہابی دنیا کے ادیبوں میں شمار ہونے لگے ہیں۔آپ نے جنوری ۱۹۸۰ء کے ''المعارف'' کے شمارے میں ابن خلدون اور امام ابن جریر طبری رحمہا اللہ تعالیٰ کے حوالے سے ۱۲ ربیع الاول تاریخ درج کی ہے۔

(ماہنامہ المعارف، جنوری ۱۹۸۰ء، صفحہ ۲)

۲۱......دائرۃ المعارف الاسلامیہ (پنجاب یونیورسٹی) کے مطابق

پنجاب یونیورسٹی، لاہور، نے بڑی تحقیق وتفتیش کے بعد اردو میں ''معارف اسلامیہ'' شائع کیا، جو کئی بڑی بڑی جلدوں پر مشتمل ہے۔اس میں پوری دنیا کے نامور سکالرز سے مضامین قلم بند کروائے گئے ہیں۔اس اردو دائرۃ المعارف میں بھی حضور ﷺ کی تاریخ ولادت ''۱۲ ربیع الاول'' ہی درج ہے۔لکھا ہے کہ:۔

''جمہور (اکثر) کے نزدیک ولادت مبارک کی تاریخ قمری حساب سے ۱۲ ربیع الاول ہے۔''

(اردو دائرۃ معارف اسلامیہ، جلد ۱۹، صفحہ ۱۲)

ایک مشہور اعتراض

آج کل کچھ لوگ جنھوں نے ایک آدھ اردو کی کتاب پڑھ رکھی ہوتی ہے، دینی معاملات میں بڑے کھل کر اور بے باک ہو کر گفتگو فرماتے ہیں۔ایسے ہی ''نبی کریم ﷺ کی تاریخ ولادت'' کا مسئلہ بھی ہے۔کہا جاتا ہے کہ شبلی نعمانی مرحوم نے اپنی کتاب سیرت النبی ﷺ میں ایک مصری ہیئت دان (محمود پاشا فلکی) کی کتاب سے ثابت کیا ہے کہ ولادت مبارک کا دن ۹ ربیع الاول ہے، ۱۲ ربیع الاول نہیں، کیوں کہ اس نے ریاضی کے اصولوں سے یہ تاریخ ثابت کی ہے۔

جواب

اس اعتراض کے چند جوابات ہیں:۔

۱......شریعت کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے، سائنسی علوم پر نہیں۔سائنس اور ٹیکنالوجی اسلام کے تابع

ہیں، اسلام اور شریعت، سائنس یا ٹیکنالوجی کے پابند نہیں ہیں۔ لہذا اگر کوئی سائنسی تحقیق، احادیث وروایات کے خلاف ہو، تو ان روایات کو نہیں بلکہ سائنس کی ''تھیوری'' ترک کی جائے گی۔

۲.....۱۲ ربیع الاول کی تاریخ، احادیث کی کتابوں میں حضرت جابر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ جب کتب حدیث میں ایک چیز موجود ہے تو پھر ''سائنسی علوم'' پر بھروسا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

۳.....سائنس میں کہیں بھی ٹھہراؤ نہیں، اس کی تحقیقات آئے روز بدلتی رہتی ہیں۔ سائنسی اصولوں سے پرکھا گیا، کل جو نظریہ قائم تھا، آج وہی نظریہ سائنسی اصولوں کی بناء پر ہی غلط ہو سکتا ہے مثلاً جیسے پہلے یہ نظریہ تھا کہ زمین ساکن ہے، مگر آج کی تحقیق کے مطابق زمین متحرک ہے۔ جب کہ اسلام کے مطابق زمین ساکن ہے اور سورج متحرک، تو کیا اب بھی آپ ''سائنس'' کو مانیں گے اور قرآن کے فیصلے کو سائنس کے قدموں پر ذبح کر دیں گے۔ اگر نہیں تو پھر نبی کریم ﷺ کی تاریخ ولادت کے سلسلے میں یہ رویۂ کیوں ضروری ہے؟

۴.....یہ اُس سائنس دان (محمود پاشا فلکی) کی اپنی تحقیق ہے جو انسان کے بنائے ہوئے اصولوں کے مطابق کی گئی ہے۔ اس بات کا کیا قطعی ثبوت ہے کہ اس کا موقف سو فی صد درست اور شک و شبہ سے بالاتر ہے، ممکن ہے حقیقت میں اس کی ''ریسرچ'' غلط ہو، آخر اس کے پاس وحی تو نہیں تھی۔

۵.....ہم نے گزشتہ صفحات میں امام غزالی، علامہ ابن خلدون اور علامہ عنایت احمد کاکوروی علیہم الرحمہ کے حوالے سے بھی ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ درج کی ہے۔ یہ علماء محض معروف معنوں میں سمجھے جانے والے عالم دین ہی نہیں تھے بلکہ ماہر نجوم اور اپنے وقت کے مشہور ہیئت دان بھی تھے، لہذا انھوں نے ایسے ہی ایک روایت درج نہیں کر دی، بلکہ یقیناً اپنے سائنسی علم کے مطابق چھان پھٹک کر ہی اس کا

ذکر کیا ہوگا۔

۶.....ہو سکتا ہے کہ کوئی کہہ دے: ''سائنسی تحقیق بہ طور تائید تو پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں''۔ تو سنیے! سائنسی تحقیقات کو بہ طور تائید بھی پیش نہیں کیا جا سکتا۔ شرعی معاملہ کی تائید شرعی اصولوں سے ہی کی جانا لازمی ہے۔ اسی لیے جید علماء یہ کہتے ہیں کہ کبھی بھی مسلم اور غیر مسلموں کے سامنے ''دین اسلام'' کی سچائی، صداقت اور حقانیت، سائنس کے ذریعے ثابت نہ کریں۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے آج ایک تحقیق اسلام کے مطابق ہو، کل آنے والی نئی ریسرچ اسلام کے کسی اصول کے خلاف ہو، پھر کیا کریں گے؟

۷.....فیصلہ کن بات یہ ہے کہ اگر بالفرض، بالفرض یہ تحقیق درست بھی ہو، تب بھی اہل اسلام کے لیے حجت نہیں ہو سکتی، کیوں کہ اصول حدیث کے مطابق کسی ''روایت'' یا ''حدیث'' کو اس وجہ سے تو ترک کیا جا سکتا ہے کہ اس سے زیادہ قوی ''روایت'' یا ''حدیث'' موجود ہے، مگر کسی کمزور سے کمزور روایت کو بھی اس لیے ''رد'' نہیں کیا جا سکتا کہ یہ کسی سائنسی اصولوں کے مطابق کی گئی تحقیق کے خلاف ہے۔

....

بحمداللہ تمام

فہرست ماخذ

کتاب	مصنف	وفات	مطبع
قرآن مجید			
تفسیر:			
تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۲۵ھ	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۲۳۹ھ	مطبع محمدی، لاہور
تفسیر عثمانی (حاشیۃ القرآن)	شیخ شبیر احمد عثمانی دیوبندی	۱۳۶۹ھ	
حدیث:			
مسند احمد	امام احمد بن حنبل	۲۴۱ھ	دار صادر، بیروت
صحیح مسلم شریف	امام مسلم بن حجاج قشیری	۲۶۱ھ	خالد احسان پبلشرز لاہور
جامع ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی	۲۷۹ھ	فرید بک سٹال، لاہور
سنن بیہقی	امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی	۴۵۸ھ	دائرۃ المعارف عثمانیہ دکن
مشکوۃ شریف	امام ولی الدین تبریزی	۷۴۲ھ	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
سیرت:			
سیرت ابن ہشام	امام عبدالملک بن ہشام	۲۱۳ھ	شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور
فقہ السیرۃ	امام غزالی	۵۰۵ھ	دار احیاء التراث العربی

کتاب	مصنف	وفات	مطبع
السیرۃ النبویۃ	حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر	۷۷۴ھ	عیسیٰ البابی الحلبی، مصر
المواہب اللدنیۃ (مع زرقانی)	علامہ قسطلانی	۹۱۱ھ	مکتبہ ازہریہ مصریہ
مختصر سیرۃ الرسول	عبداللہ بن ابن عبدالوہاب نجدی		مکتبہ سلفیہ، لاہور
سیرت محمدی	سرسید احمد خان		مقبول اکیڈمی، لاہور
نشر الطیب	اشرف علی تھانوی	۱۳۶۲ھ	ایچ ایم سعید، کراچی
رحمت عالم	سید سلیمان ندوی		
تواریخ حبیب الٰہ	علامہ عنایت احمد کاکوروی	۱۲۷۹ھ	درج نہیں
سیرت المختار (مترجم)	شیخ مصطفیٰ غلایینی	۱۹۴۴ء	مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور
سید الکونین	صادق سیالکوٹی		نعمانی کتب خانہ، لاہور
سیرت خاتم الانبیاء	مفتی محمد شفیع	۱۳۹۶ھ	
خاتم النبیین	شیخ ابوزہرہ مصری		مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور
سیرت سرور عالم	ابوالاعلیٰ مودودی	۱۳۹۹ھ	مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور
ہادیٔ عالم ﷺ	علامہ ولی رازی		دار العلم، کراچی
میلاد:			
مولد العروس	عبدالرحمن محدث ابن جوزی	۵۹۷ھ	قادری کتب خانہ، سیالکوٹ
مواعظ میلاد النبی ﷺ	اشرف علی تھانوی	۱۳۶۲ھ	
الدر المنظم	عبدالحق محدث الٰہ آبادی		
الشمامۃ العنبریۃ	نواب صدیق حسن خان بھوپالی	۱۳۰۷ھ	درج نہیں
میلاد مصطفیٰ ﷺ	علامہ نصر اللہ نوری	۱۳۹۸ھ	فقیہ اعظم پبلی کیشنز، لاہور

تاریخ وفضائل:

تاریخ ابن خلدون	علامہ ابن خلدون	۸۰۸ھ	مکتبہ تجاریہ کبریٰ، مصر
اخبار الاخیار	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ	مطبع مجتبائی، دہلی
تاریخ اسلام	مولوی عبدالرحمن شوق		محمد دین اینڈ سنز
المذاہب الاسلامیہ			ملک برادرز، لائل پور
قصص النبیین	شیخ ابوالحسن ندوی		نشریات اسلام، کراچی

متفرقات:

الحاوی للفتاوی	امام جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر
مکتوبات شیخ احمد سرہندی	شیخ مجدد الف ثانی		مطبع منشی نول کشور، لکھنؤ
ماثبت بالسنہ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۱۰۵۲ھ	ادارہ نعیمیہ رضویہ، لاہور
فیوض الحرمین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۷۶ھ	
شفاء السائل	شاہ عبدالغنی		
فیصلہ ہفت مسئلہ (مشمولہ کلیات امدادیہ)	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی	۱۳۱۷ھ	مکتبہ تھانوی، کراچی
شکر النعمہ بذکر رحمۃ الرحمہ	شیخ اشرف علی تھانوی	۱۳۶۲ھ	
تبلیغی نصاب	شیخ زکریا دیوبندی		مکتبہ اشرفیہ، رائے ونڈ
معارف نانوتوی، روایت اشرف تھانوی	محمد اقبال قریشی		دارالاشاعت، کراچی
مسلک امام ربانی	علامہ محمد سعید احمد		مکتبہ حامدیہ، گنج بخشؒ روڈ، لاہور
تحقیقی وتنقیدی جائزہ	علامہ عبدالحکیم شرف قادری		رضا دارالاشاعت، لاہور
اردو دائرہ معارف اسلامیہ			پنجاب یونیورسٹی، لاہور

مسلمہ شرعی قاعدہ

''اشیاء میں اصل اباحت ہے'' کے پیشِ نظر چند سوالات

- کیا اللہ رب العزت نے پورے قرآن کریم میں ایک بار بھی میلاد شریف منانے سے منع فرمایا؟
- کیا حضور ﷺ نے کبھی میلاد کو ناجائز کہا؟
- کیا خلیفہ اوّل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری زندگی میں ایسی محافل سے منع فرمایا؟
- کیا خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے آقا ﷺ کے میلاد سے منع کیا؟
- کیا خلیفہ ثالث سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت پر خوش ہونے سے منع فرمایا؟
- کیا چوتھے اور آخری خلیفہ راشد سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میلاد پاک سے منع کیا؟
- کیا احادیث رسول اللہ ﷺ جمع کرنے والے محدثین کرام نے میلاد النبی ﷺ سے منع کیا؟
- کیا قرآن کریم کی تفاسیر لکھنے والے کثیر مفسرین کرام نے کبھی میلاد شریف سے ممانعت کی بات کی؟
- کیا ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی علیہم الرحمہ نے سرکار دو عالم کے میلاد پر ناجائز وحرام ہونے کا فتویٰ دیا؟

نہیں اور یقیناً نہیں تو اپنے ارد گرد بغور جائزہ لیں کہیں ''قرآن وحدیث'' کی آڑ میں اس کارِ خیر سے روکنے کی جسارت تو نہیں کی جا رہی۔